ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۳ اکتوبر ۱۹۶۷ء
۸ رجب المرجب ۱۳۸۷ھ
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ كَحُرْمَةِ اُمَّهَاتِهِمْ مَا مِنْ رَجُلٍ مِّنَ الْقَاعِدِيْنَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِّنَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ اَهْلِهٖ فَيَخُوْنُهٗ فِيْهِمْ اِلَّا وُقِفَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ مِنْ حَسَنَاتِهٖ مَا شَاءَ حَتّٰى يَرْضٰى، ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا ظَنُّكُمْ؟ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جہاد کرنے والوں کی عورتوں کی آبرو (گھر پر) رہنے والوں کے لئے ایسی ہے جیسا کہ ان کی ماؤں کی آبرو، اگر گھر پر رہنے والا کوئی آدمی کسی جہاد کرنے والے کے بال بچوں کا اس کے پس پشت نگران ہو، اور پھر خیانت کرے تو قیامت کے روز جہاد کرنے والا کھڑے ہوکر اس کے جو عمل لینے چاہے لے لے گا۔ یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا کہ اب تمہارا کیا خیال ہے (خود سمجھ لو کہ وہ کیا کیا نیکیاں نہ لے گا۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زنانہ مردوں اور مرد نما عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اور ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کے ہم صورت بنتے ہیں اور ان عورتوں پر (لعنت فرمائی) جو مردوں کی ہم شکل بنتی ہیں (اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے)۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ، رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی پر جو عورتوں کا سا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مردوں کا سا لباس پہنے لعنت فرمائی ہے، ابوداؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ اس کو ذکر کیا ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُءُوْسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا، وَاِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، کہ دوزخیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں۔ جن کو میں نے نہیں دیکھا ہے۔ (۱) وہ لوگ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے جن سے لوگوں کو ماریں گے (۲) وہ عورتیں جو لباس تو پہنے ہوں گی مگر برہنہ ہوں گی۔ ناز سے شانوں کو گھما کر لچک دار چال سے چلیں گی ان کے سر بختی اونٹوں کے لچکدار کوہان کی طرح ہوں گے ایسی عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو اتنے اتنے فاصلہ سے آئے گی (مسلم)

مَعْنٰى "كَاسِيَاتٌ"، اَيْ مِنْ نِعْمَةِ اللهِ "عَارِيَاتٌ" مِنْ شُكْرِهَا وَقِيْلَ مَعْنَاهُ تَسْتُرُ بَعْضَ بَدَنِهَا وَتَكْشِفُ بَعْضَهٗ اِظْهَارًا لِجَمَالِهَا وَنَحْوِهٖ۔ وَقِيْلَ: تَلْبَسُ ثَوْبًا رَقِيْقًا يَصِفُ لَوْنَ بَدَنِهَا۔ وَمَعْنٰى "مَائِلَاتٌ" قِيْلَ عَنْ طَاعَةِ اللهِ وَمَا يَلْزَمُهُنَّ حِفْظُهٗ "مُمِيْلَاتٌ" اَيْ يُعَلِّمْنَ غَيْرَهُنَّ الْمَذْمُوْمَ۔ وَقِيْلَ مَائِلَاتٌ يَمْشِيْنَ مُتَبَخْتِرَاتٍ، مُمِيْلَاتٌ لِاَكْتَافِهِنَّ۔ وَقِيْلَ: مَائِلَاتٌ يَمْتَشِطْنَ الْمِشْطَةَ الْمَيْلَاءَ؛ وَهِيَ مِشْطَةُ الْبَغَايَا. "وَمُمِيْلَاتٌ": يُمَشِّطْنَ غَيْرَهُنَّ تِلْكَ الْمِشْطَةَ "رُءُوْسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ": اَيْ يُكَبِّرْنَهَا وَيُعَظِّمْنَهَا بِلَفِّ عِمَامَةٍ اَوْ عِصَابَةٍ اَوْ نَحْوِهَا

امام نووی الفاظ حدیث کی شرح فرماتے ہیں۔ کاسیات اللہ تعالیٰ کی نعمت کی لباس سے آراستہ ہونگی "عاریات" اس کے شکر سے ننگی ہوں گی اور اس کے معنی یہ بھی نقل کئے گئے ہیں کہ بعض بدن کو ڈھانکے ہوئے ہوں گی اور بعض بدن کو کھولے ہوئے، جمال و زینت کو ظاہر کرنے کے لئے اور یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ باریک کپڑا پہنے ہوئے ہوں گی جس سے بدن کی رنگت کا علم ہوگا اور مائلات کے معنی اللہ کی اطاعت اور اس کی حفاظت کے لزوم سے اعراض کرنے والی ہوں گی ممیلات دوسروں کو اپنے افعال ذمیمہ کا علم کرانے والی ہوں گی اور کہا گیا ہے کہ مائلات کے معنی ناز اور تکبر کے ساتھ چلنے والی ہوں گی۔ کہ اپنے شانوں کو حرکت دے رہی ہوں گی۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ تکبر کے ساتھ چلنے والی ہوں گی۔ کہ بالوں کو دلکش طریقہ سے بنائے ہوئے ہوں گی۔ اور یہ طریقہ زانی عورتوں کا ہے اور "ممیلات" اس طریقہ کے ساتھ دوسروں کو بھی اس میں ملائے ہوئے ہوں گی رؤسہن کاسنمۃ البخت یعنی اپنے سروں کو مٹکا رہی ہوں گے۔ اور دوپٹہ، رومال وغیرہ لپیٹ کر ان کو بڑا کئے ہوئے ہوں وغیرہ ذلک

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَاْكُلُوْا بِالشِّمَالِ، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِالشِّمَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بائیں ہاتھ سے مت ۴

۴ کھاؤ اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ — لاہور

خدام الدین

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۳ | ۸ رجب المرجب ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۷ء | شمارہ ۲۳

اسلامی اقدار و نظریات سے بے اعتنائی

خلافتِ راشدہ کا اخراج

تنظیم اہلسنت پاکستان کے زیرِ اہتمام ۶ اگست کو ملتان میں عظیم الشان سنی کنونشن منعقد ہوئی۔ اس کے بعد ۲۳، ۲۴ ستمبر کو لاہور میں خلافتِ راشدہ کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ دونوں مواقع پر اہلسنت کے یہ بے نظیر اجتماعات جن میں اہلسنت کے تمام مسالک کے علماء نے شرکت فرمائی۔ اتحاد بین المسلمین اور تحفظ حقوق اہلسنت کے حق میں نہایت کامیاب ثابت ہوئے۔ چنانچہ ابھی تک منبر و محراب، مدرسہ و خانقاہ، عام اجتماعات اور اخبار و رسائل میں ان کی صدائے بازگشت سنی جا رہی ہے معاصر محترم "نوائے وقت" نے ۸ اکتوبر ۱۹۶۷ء کے پرچے میں انہی اجتماعات کی جزوی ترجمانی کرتے ہوئے اداریہ سپردِ قلم کیا ہے جسے ہم قارئین کی آگاہی کے لئے معاصر کے شکریہ کے ساتھ درج کرتے ہیں۔ (ادارہ)

قیام پاکستان کا بنیادی مقصد ایک ایسی سرزمین کا حصول تھا جہاں اسلامیان برصغیر اپنے مذہب و عقیدہ اور اپنی تمدنی و ثقافتی روایات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔ اور ایک ایسا معاشرہ معرضِ وجود میں لا سکیں جہاں اسلامی جمہوری اقدار و نظریات، اسلامی عدل و انصاف اور اسلامی معاشرتی انصاف جاری و ساری ہوں، پاکستان کی عہد آفریں تحریک و تشکیل اسی جذبہ و نصب العین سے صدق دلانہ اور مومنانہ وابستگی کی مرہونِ منت تھی اور اس کے استقلال و بقا اور استحکام کا بھی جذبہ و مقصد ضامن ہے۔ یہ محض مفروضہ نہیں۔ ستمبر ۶۵ء میں پاکستان کی سرحدوں پر بھارت کے مکارانہ و بزدلانہ حملہ کے دوران اہل وطن نے جس کردار عمل کا ایمان افروز مظاہرہ کیا وہ اس واشگاف حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بانیٔ پاکستان حضرت قائد اعظم مسلمان قوم کے اس خصوصی مزاج ؎

خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

سے پوری طرح باخبر تھے۔ چنانچہ انہوں نے اسی لئے بار بار یہ اعلان فرمانے کی ضرورت محسوس کی تھی کہ "اس بارے میں کوئی شبہ نہیں ہونا چاہئے کہ پاکستان کا جمہوری آئین اسلام کے شاندار نظریات اور عظیم اسلامی روایات کا حامل ہوگا!"

اس طویل تمہید کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی ہے کہ آج قیام پاکستان کے بیس برس بعد بھی اہل درد اور محبِ وطن حلقے بڑے دکھ کے ساتھ یہ محسوس کرتے ہیں کہ وطن عزیز میں اسلامی روایات و نظریات کی ترویج و اشاعت کی بجائے دانستہ یا نادانستہ طور پر بعض غیر اسلامی عناصر کو کھل کھیلنے کا موقعہ دیا جا رہا ہے۔ ان عناصر کی یہ انتہائی کوشش ہے کہ اس پاک سرزمین میں بسنے والے کو کسی نہ کسی صورت اسلام سے بد دل و بیگانہ کر دیا جائے مغربی تہذیب پر فریفتہ اور مغرب کے دلدادہ اس گروہ نے سب سے پہلے تو وطنیت کا نعرہ لگاتے ہوئے ٹیکسلا، موہنجوداڑو اور ہڑپہ کی قدیم تہذیبوں سے رشتہ گانٹھا اور انہیں باعث افتخار سمجھ کر پاکستان کا ثقافتی ورثہ قرار دینے کی کوشش کی لیکن جب اسلام دوست اربابِ فکر و نظر نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی کہ خطۂ زمین سے محبت اور اس کی تاریخ سے اس طرح کا لگاؤ جذبۂ اسلامیت کو ضعف پہنچائے گا۔ پاکستان اور ہند دونوں خطوں کو اصل تہذیب مسلمانوں نے دی تھی۔ اسلام سے پہلے کی تہذیبیں کچھ بھی تھیں ہمارے لئے قابلِ فخر نہیں ہو سکتیں۔ ثقافت کے اس تصور کو ہم قبول نہیں کر سکتے۔ پاکستان کی تاریخ کے قدیم ترین دور کا علم تو ضروری ہے مگر اس پر فخر نہیں کیا جا سکتا۔ بہرکیف یہ فتنہ وقتی طور پر احتجاج و واویلا کے طوفان میں بہہ گیا اگرچہ مغرب نواز حلقوں کی "جدت و اجتہاد" کے رجحانات ہنوز کسی نہ کسی صورت میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ کبھی علاقائی تہذیب و ثقافت کے نام پر رقص و سرود کی محفلیں سجائی جاتی ہیں تو کبھی اسلامی مسلمات میں تحریف و اجتہاد کے فتوے لائے جاتے ہیں الغرض اہل وطن کو اسلامی اقدار و نظریات سے بے بہرہ کرنے کا یہ ناپاک اور خطرناک کھیل بدستور جاری ہے اور اب نصابِ تعلیم سے خلافتِ راشدہ کے باب کا اخراج اسی خطرناک سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

خلافتِ راشدہ کا دور اسلامی تاریخ کا مثالی زمانہ ہے۔ یہی وہ سنہری زمانہ تھا جب شمعِ اسلام کی ضو پاشیاں کفر و الحاد کی اتھاہ تاریکیوں کو پارہ پارہ کر کے چاردانگِ عالم کو منور و تاباں کرنے لگی تھیں۔ خلفائے راشدہ اسلام کی وہ مایۂ ناز ہستیاں تھیں جن کے عمل و کردار کا ایک ایک پرتو پوری قوم کے لئے رشد و ہدایت کا خزانہ ہے۔ انہی واجب الاحترام ہستیوں کے شعائر اور کارناموں کی بدولت اسلام کی تاریخ زندہ و تابندہ ہے۔ یہی وہ زریں دور تھا جب صحیح اسلامی اقدار و نظریات کا بھرپور عملی مظاہرہ ہوا تھا۔ اگر اس تابناک جمہوری عہد کو تاریخ سے خارج کر دیا جائے تو اسلام آمریت، ملوکیت اور سلطانی و بادشاہی کا ملغوبہ بن کر رہ جاتا ہے۔ ہم حیران ہیں کہ قوم کے نونہالوں کو رشد و ہدایت کے سرچشموں دورِ خلافتِ راشدہ کے مقدس افکار سے محروم رکھنا کیوں ضروری سمجھا گیا ہے۔ اور وطنِ عزیز میں خلاف اسلام نظریات و رجحانات کے لئے فضا سازگار کیوں بنائی

(باقی صفحہ ۶ پر)

مجلس ذکر ۲۳ر جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ بمطابق ۲۸ر ستمبر ۱۹۶۷ء

اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت

از جانشین شیخ التفسیر مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی
مرتبہ۔ خالد سلیم ایم اے

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ: اما بعد:۔ فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ جس نے ہم کو اشرف المخلوقات میں پیدا فرما کر ایمان اور اسلام کی دولت سے مالا مال فرمایا۔ اور مزید احسان و انعام یہ فرمایا۔ کہ صحت و تندرستی کے ساتھ اپنا ذکر اور شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائی یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے۔ ہمارا کوئی کمال نہیں۔

ہماری زندگی کا کوئی علم نہیں۔ موت کسی کو بتا کر نہیں آتی۔ اس لئے ہمیں ہر وقت موت کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ ہم پر فرض ہے کہ اپنے سارے معاملات درست کرلیں جن جن کے حقوق ہمارے ذمہ ہیں ان کو ادا کردیں۔ اپنی کوتاہیوں اور کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ بارگاہ الٰہی میں گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگیں یہ چند روزہ زندگی ہے جو کل دنیا میں فرعون بنے ہوئے تھے اور دندنا رہے تھے وہ آج منوں مٹی کے نیچے دبے پڑے ہیں اور جو آج ہیں وہ کل نہیں ہوں گے۔ آخرت میں صرف نیک اعمال کئے ہوئے ہی کام آنے ہیں۔ اس لئے ہمیں آخرت کے لئے ضرور کوشش کرنی چاہئے۔ قبر سے ورے ورے شیطان اور اس کے ایجنٹ آپ کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اُن کا کام آپ کو گمراہ کرنا اور اللہ کی عبادت اور یاد سے روکنا ہے۔

آپ شیطان اور ان کے ایجنٹوں کے وار سے صرف اسی وقت بچ سکتے ہیں۔ جب آپ اپنے آپ کو نیک لوگوں کی جماعت سے وابستہ کرلیں۔ اور کثرت سے ذکر اللہ کریں۔ کیونکہ حدیث میں ہے۔ کہ جو جماعت کے ساتھ رہے گا۔ وہ بچ جائے گا۔ جماعت پر اللہ کی رحمت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ جو جماعت سے نکل گیا وہ اللہ کی رحمت کے سایہ تلے سے نکل گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا ذکر اور شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور شیطان کے ہر وار سے اپنے فضل و کرم سے محفوظ رکھے آمین!

ذکر اللہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ تمام روحانی امراض کا واحد حل اور علاج ذکر اللہ ہے۔ حضرتؒ ہر مجلس ذکر کے بعد اصلاح حال کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ وہ قرآن و حدیث سے ذکر اللہ کی ترغیب کے لئے استدلال دیا کرتے تھے۔ قرآن و حدیث ذکر اللہ کی ترغیب اور شوق سے بھرا پڑا ہے۔ وہ بڑے بد بخت اور بدقسمت ہیں۔ جو ذکر اللہ کو فضول اور بیکار چیز سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ہرگز ہرگز اطمینان اور سکون قلب میسر نہیں ہوتا۔

مفتی محمد شفیع صاحب (کراچی) کا وضاحتی بیان

حال ہی میں ادارۂ تحقیقات اسلامیہ نے ذبیحہ کے طریقہ اور اُس کی حرمت و علت کے بارے میں عجب گلفشانیاں فرمائیں۔ اور تائید میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کا حوالہ بھی دے دیا علمائے اسلام نے اس مضمون پر فوراً گرفت کرتے ہوئے مسئلے کی شرعی صورت اور اس کی اہمیت واضح کی خدام الدین میں بھی اس پر اداریہ لکھا گیا تھا۔ بحمد للہ کہ مفتی صاحب موصوف کا بیان بھی اخبارات میں آگیا ہے۔ جس میں مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ میرے فتوے کا نا تمام حوالہ دے کر لوگوں کو مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے ذیل میں مفتی صاحب موصوف کا پورا بیان درج کیا جاتا ہے (ادارہ)

بسم اللہ کے بغیر ذبح کیا ہوا جانور حرام اور مشینوں سے ذبح کرنے کا طریقہ خلاف اسلام ہے۔ آج انہوں نے ایک بیان میں اس بات پر افسوس ظاہر کیا ہے کہ اس وقت جب کہ مسلمانوں کی تنظیم اور اتحاد کلمہ کی ضرورت ہر زمانہ سے زیادہ ہے۔ اسی وقت کا انتخاب اس کام کے لئے کیا گیا ہے کہ آئے دن کوئی نہ کوئی نیا فتنہ کھڑا کیا جائے انہوں نے مزید کہا ہے کہ ان کے ایک فتویٰ کا نا تمام حوالہ دے کر لوگوں کو مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ ان کا فتویٰ بھی اس تحریف کی تائید میں ہے حالانکہ یہ سراسر بہتان اور غلط ہے۔ بیان کا متن یہ ہے:۔

جنگ ۳۰ر ستمبر ۱۹۶۷ء میں ادارۂ تحقیقات اسلامی کا یہ خلاف اسلام فتویٰ سامنے ہے۔ جس میں نصوص قرآن اور تمام اسلامی مسلمات کے خلاف اس ادارہ نے یہ کھلی چھٹی دے دی ہے کہ کسی طرح سے جانور کا گلا کاٹ دیا جائے، اللہ کا نام اوپر لیں نہ لیں اور ذبح کرنے والا کافر بت پرست ہو یا اہل کتاب یا مسلمان سب برابر ہیں۔ یہ مسئلہ ان ضروریات دین میں سے ہے جن کو ہر مسلمان عالم و جاہل جانتا ہے۔ اور قرآن کریم کے احکام اس معاملہ میں نہایت واضح ہیں۔ ایک جگہ نہیں، متعدد سورتوں اور بہت سی آیتوں میں ایک طرف تو یہ حکم بار بار آیا ہے کہ صرف اس جانور کا گوشت کھایا جائے۔ جس کے ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ سورہ مائدہ۔ آیت ۴۔ اور سورہ انفال آیت ۱۱۸ پھر سورہ مائدہ آیت ۱۲۱ میں صاف طور پر اس گوشت کو حرام قرار دیا گیا ہے جس کے ذبح کے وقت اللہ کا نام نہیں لیا گیا۔ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے اور نہ کھاؤ ان جانوروں میں سے جن پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا۔ اسی طرح سورہ مائدہ کی آیت ۵ میں ارشاد ہے۔ اہل کتاب کا ذبیحہ تم کو حلال ہے۔ اس میں غیر مسلموں میں سے صرف اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی قید لگا کر ان کے ذبیحہ کو اس لئے حلال قرار دیا کہ مسلمانوں کی طرح ان کا بھی اصل عقیدہ اور مذہب یہی ہے کہ بغیر اللہ کا نام لئے ہوئے ذبیحہ حلال نہیں ہوتا۔ یہ ہیں قرآن کریم کے واضح ارشادات ان کو پڑھئے اور پھر ادارہ تحقیقات اسلام کے اسلام کا مطالعہ کیجئے۔ جس میں قرآن کے ایسے واضح احکام کی بھی پروا نہیں کی جاتی جس میں بقول امام غزالی و امام قرطبی پوری امت کا اجتماع بھی ہے۔

جمعہ خطبہ

یکم رجب المرجب ۱۳۸۷ھ بمطابق ۶ر اکتوبر ۱۹۶۷ء

دنیا کی بے ثباتی

تقاضا کرتی ہے کہ

انسان فکرِ آخرت میں مصروف رہے

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ
الذین اصطفیٰ : اما بعد : فاعوذ
باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ
الرحمٰن الرحیم :-

وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ
يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ
جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ۝
پ ۲ - سورہ بقرہ - آیت ۱۶۵

ترجمہ :- اور کاش دیکھتے وہ لوگ
جو ظالم ہیں - جب عذاب دیکھیں گے
کہ سب قوت اللہ ہی کے لئے ہے اور
اللہ سخت عذاب دینے والا ہے -

حاشیہ شیخ التفسیر قدس سرہ العزیز

ذرائع معاش میں دست اندازی کرنے
کے بعد رکاوٹوں کا پیدا ہونا لازمی ہے
اس وقت انسان شیطان کے مشورہ سے
بعض اوقات غیراللہ کے دروازے پر
جا کر حاجت روائی کے لئے ہاتھ پھیلاتا
ہے اور حق عبودیت کے پھول ان ہی
کی بارگاہ میں بطور نذرانہ پیش کرتا ہے
لیکن ایمان والے سوائے دروازۂ الٰہی کے
کہیں نہیں جاتے ہیں نہ حقیقی مولا کے سوا
کسی سے لو لگاتے ہیں - ایک وقت آئے گا
کہ مشرکین کو معلوم ہو جائے گا کہ ساری
قوت محض اللہ تعالےٰ کے قبضہ میں ہے -
اگر انہیں آج اس چیز کا یقین ہوتا تو
غیراللہ کے دروازے پر کیوں جاتے ؟

بزرگانِ محترم !

آیت مذکورہ بالا میں حق تعالیٰ شانہٗ
نے فرمایا ہے کہ کاش ! یہ منکرین حق اور
اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے اس
عذاب کو دیکھ لیتے جو ہم قیامت کے دن
ان پر نازل کریں گے - جسے دیکھ کر یہ فوراً
کہہ اٹھیں گے کہ ہر قسم کی قوت و طاقت
عظمت و قدرت اور اختیار و اقتدار صرف
اللہ کے لئے ہے - کسی کو اس کے آگے
دم مارنے کی مجال نہیں - اس کے سوا کوئی
دوسری ہستی کسی کی مدد نہیں کر سکتی اور
ہر چیز اس کے آگے عاجز ہے - اس روز
نہ کسی کا مال و اسباب کچھ اس کے کام
آئے گا اور نہ عزیز و اقربار یا کوئی دوسرا
اس کے کام آ سکے گا - وہاں صرف نفسی نفسی
کا شور ہوگا - عزیز سے عزیز رشتہ دار اور
جاں نثار بھی ایک دوسرے سے کنّی کترائینگے
تاکہ ان کا وبال اوپر نہ آ پڑے - چنانچہ
اس روز یہ مشرک لوگ اپنے ان باطل
معبودوں اور جھوٹے شریکوں کو بھول جائینگے
اور الامان الامان پکاریں گے -

برادرانِ محترم !

یاد رکھیئے - دنیاوی زندگی میں انسان
پر طرح طرح کی مصیبتیں اور آزمائشیں
نازل ہوتی ہیں - اسے اپنی عقل سے کام
لے کر یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ
کی طرف سے ہیں - ان سے سبق حاصل
کر کے اللہ تعالےٰ کے آگے جھک جانا چاہیئے
اور ہر گھڑی آخرت کی فکر کرنی چاہیئے -
اگر اس دنیا میں آخرت کی فکر نہ کی تو
وہاں جا کر رسوائی اور دردناک عذاب
سے دو چار ہونا پڑے گا - اور وہاں کا
عذاب ایسا عذاب ہوگا کہ جس کے تصور
سے بھی انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے
ہیں - اور آدمی کانپ اٹھتا ہے - خود سرور
دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس
بارے میں ملاحظہ فرمائیے :-

حدیث نبویؐ کی شہادت

بخاری شریف میں آتا ہے :-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي
بِيَدِهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ
كَثِيرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا -

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ سیدنا ابوالقاسم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا - قسم ہے اس ذات
پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے
اگر (اللہ کے قہر و جلال اور قیامت و آخرت
کے لرزہ خیز احوال و کیفیات کے متعلق)
تمہیں وہ سب معلوم ہو جائے جو مجھے
معلوم ہے تو تمہارا ہنسنا بہت کم ہو جائے
اور رونا بڑھ جائے -

حاصل

یہ نکلا کہ اگر لوگوں کو موت کے بعد پیش
آنے والے واقعات و حالات کا علم ہو جائے
تو ان کی راتوں کی نیندیں اور دن کے سکھ
اور چین حرام ہو جائیں - زندگی میں خوشیوں
اور مسرتوں کی جگہ حزن و ملال کا دور دورہ
ہو جائے - مسکراہٹیں اور قہقہے آہ و بکا میں
تبدیل ہو جائیں اور آرام و راحت کی جگہ
فکرِ آخرت کی تڑپ دلوں میں جاگزین ہو جائے -

دنیا کی بے ثباتی اور قانونِ جزا و سزا

ہر شخص جانتا ہے کہ دنیا اور دنیا کی
ہر شے فانی ہے - انسان کا قیام اس میں صرف
چند روزہ اور عارضی ہے - آدمی کا خمیر
مٹی سے اٹھایا گیا اور آخرکار اسے مٹی ہی
میں چلے جانا ہے - پھر مکافاتِ عمل کے
قانون کے مطابق اسے یوم حساب کی گھاٹی
سے گذرنا اور جزا و سزا کے مرحلہ سے بہرحال
دوچار ہونا ہے - لیکن اس کے باوجود انسان
نہ جانے کیوں خواب خرگوش میں مست اور
فکرِ آخرت سے بیگانہ ہے اور حیرت تو یہ ہے
کہ خدا و آخرت سے بے تعلقی و بے فکری کا
یہ حال صرف عام لوگوں ہی کا نہیں بلکہ
وہ لوگ جو اپنے آپ کو دیندار سمجھتے ہیں
ان کا حال بھی اس سے مختلف نہیں - وہ
بھی زندگی کی ہمہ ہمی میں مست اور موت
سے یکسر غافل ہیں - حالانکہ چاہیئے یہ تھا کہ
دنیا کی بے ثباتی اور جزا و سزا کے قانون
کے پیش نظر وہ نیک عمل کرتے، موت ک

یاد رکھنے اور فکرِ آخرت میں مشغول رہتے۔

عقلمند اور دور اندیش کون ہے؟

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا "اے اللہ کے پیغمبر! بتلائیے کہ آدمیوں میں کون زیادہ عقلمند اور دور اندیش ہے؟" آپؐ نے ارشاد فرمایا "وہ جو موت کو زیادہ یاد کرتا اور موت کے لئے زیادہ سے زیادہ تیاری کرتا ہے۔ جو لوگ ایسے ہیں وہی دانش مند اور ہوشیار ہیں۔ انھوں نے دنیا کی عزت بھی حاصل کی اور آخرت کا اعزاز بھی"

مومن کی زندگی کی شان

بزرگانِ محترم!

مومن کی زندگی کی خاص شان یہ ہے کہ وہ اس دنیا سے بس مسافر اور سرائے کا سا تعلق رکھے۔ باقی فکر و عمل اور جد و جہد کا اصل تعلق خدا و آخرت سے قائم رکھے۔ ظاہر ہے کہ کوئی عقلمند شخص اپنی کمائی سرائے کی تزئین پر صرف نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ سرائے میں قیام کی مدت چند روزہ ہے۔ اُس کا جی گھر کی طرف لوٹنے کو چاہے گا اور وہ ساری کمائی گھر کی آرائش و تزئین پر خرچ کرنے میں خوشی محسوس کرے گا چونکہ اُسے وہاں رہنا ہے۔ یہی حال مقبولانِ بارگاہِ الٰہی اور عقلاء کا ہے۔ کہ وہ دنیا سے کبھی دل نہیں لگاتے۔ وہ فانی سے رشتہ نہیں جوڑتے بلکہ لافانی کی محبت میں فنا ہو کر جاودانی زندگی کی نعمتوں سے متمتع ہوتے ہیں۔

حدیث میں جو فرمایا گیا ہے کہ "الدنیا سجن المومن" دنیا مومن کے لئے جیل خانہ ہے۔ تو اس کا بھی مطلب یہی ہے کہ جس طرح جیل خانہ میں خواہ کیسا ہی عیش کسی شخص کو میسر آ جائے اُس کا جی جیلخانہ میں کبھی نہیں لگتا۔ تو مسلمان کی بھی شان یہ ہے کہ دنیا میں اس کا جی نہ لگے اگرچہ بظاہر اس میں عیش و آرام کی دنیا ہی آباد کیوں نہ ہو۔

یاد رکھئے! جی لگنے کی اصل جگہ گھر ہے۔ اور دنیا گھر نہیں ہے۔ پھر جب دنیا میں جی نہ لگے گا تو حرص و ہوس کیونکر دل میں راہ پا سکے گی اور کیوں دنیا کے ولولے طبیعت میں پیدا ہوں گے

اب اس کی فکر کا دھارا بدل جائے گا اور وہ یوں سوچے گا کہ دنیا تو پردیس ہے منزل تو درحقیقت منزلِ آخرت ہے۔ چنانچہ سامان اُس کے لئے فراہم کرنا چاہئے زادِ راہ اُس کے لئے جمع کرنا چاہئے اور اثاثہ بھی اُسی کے لئے اکٹھا کرنا چاہئے۔ اور یہی مومن کی شان ہے۔

اپنے دلوں اور دماغوں کو ٹٹولئے

برادرانِ گرامی قدر!

ان تصریحات کو سامنے رکھیئے۔ اور ذرا اپنے دماغوں اور دلوں کو ٹٹول کر یہ فیصلہ کیجئے کہ دنیا میں قیام کی بابت آپ لوگ کیا کیا خیال پکاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کا زاویۂ فکر کیا ہے اور آپ کس ڈگر پر چل رہے ہیں؟

ظاہر ہے ان سوالات کے جواب میں بلاخوفِ تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ دنیادار تو الگ رہے ۹۹ فیصد دین دار حضرات بھی دنیا میں اس حد تک محو ہو چکے ہیں کہ فکرِ آخرت کا انہیں خیال ہی نہیں رہا۔ رہا دوسرے لوگوں کا معاملہ، تو اُن کا حال یہ ہے کہ جیسے موت کا یقین ہی اُن کے دلوں سے اُٹھ گیا ہے۔ اُن کے نزدیک موت بے معنی سی شئے ہو کر رہ گئی ہے۔ حالانکہ یہ اتنی بڑی حقیقت ہے کہ اسے کوئی شخص بھی جھٹلانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اور یہ سب سے اپنا آپ منوا کر رہتی ہے۔

روزمرہ کی زندگی

پر آپ نظر دوڑائیں تو صاف نظر آئیگا کہ ایسے سینکڑوں دریچے کھلے ہوئے ہیں جن سے موت جھانک رہی ہے۔ ان دریچوں کے کواڑوں کی آوازیں موت کی دھمکیاں ہیں جو مختلف بیماریوں، حادثوں اور آفتوں کی شکل میں سامنے آتی رہتی ہیں لیکن افسوس حرص و آز اور دنیا طلبی کی چربی آنکھوں اور کانوں پر اس طرح چڑھ گئی ہے کہ نہ کان ان کواڑوں کی آوازیں سُن سکتے ہیں اور نہ آنکھیں اُن دریچوں سے جھانکنے والی صورتوں کو دیکھ سکتی ہیں۔ طبی کتابوں کا مطالعہ کیجئے تو ان میں امراض کی تفصیل ریت کے ذرّوں کی طرح پھیلی ہوئی دکھائی دے گی جن میں آدمی گرفتار ہوتا رہتا ہے۔ گویا انسانی ڈھانچے میں ہزاروں سوراخ ہیں۔ جن کی راہ سے موت اس کے اندر داخل ہو سکتی ہے۔

پس

اے برادرانِ عزیز!

زندگی کی اس قدر بے ثباتی تقاضا کرتی ہے کہ انسان اپنی موت کا نقشہ سامنے رکھے اور فکرِ آخرت میں ہمہ تن مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی یاد اور فکرِ آخرت کی بیش از بیش توفیق نصیب فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

بقیہ: اداریہ

جا رہی ہے۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ پاکستان میں متعصب اور کٹر قسم کی ملائیت کو فروغ دیا جائے۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ کائناتِ ارضی کا جو خطّہ اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے اس میں اسلام کی سچی ثقافتی و تمدنی اقدار، اسلامی نظریات و تصورات، اخوت و مساوات اور معاشرتی عدل و انصاف کی نغمہ ریزیاں ہوں۔ اگر ان قدروں کو پامال کرنے کی کوشش کی گئی اور پاکستان میں اسلام کی بجائے کسی اور نظامِ حیات کو فروغ دینے کی کوشش کی گئی تو اس کے انتہائی خطرناک اور بھیانک نتائج برآمد ہونگے اسلام سے بے اعتنائی و بیگانگی کے باعث مشرقِ وسطیٰ میں جو کچھ ہوا ہے ہمیں اس سے عبرت اور سبق حاصل کرنا چاہئے۔

بقیہ: مجلسِ ذکر

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ جو اللہ کے ذکر سے منہ موڑتے ہیں۔ اور عبادت نہیں کرتے۔ اور دولت و کوٹھیوں کے گھمنڈ اور نشے میں بدمست ہیں۔ اُن کے اندر کے حال معلوم کریں۔ تو آپ کو پتہ چلے گا کہ چھلنی میں چھید کم ہوں گے۔ لیکن ان بادشاہوں اور امراء کے دلوں میں غموں کے چھید زیادہ ہوں گے۔ دلوں کا اطمینان اور سکون و چین صرف اور صرف ذکر اللہ میں ہے۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔

وڈا کھاون تے وڈا دکھ پاون

حدیث میں ہے کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ اللہ کے ذکر سے ان کو آباد رکھا کرو۔ ایک مرتبہ کسی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سب سے بہترین عمل دریافت ۱۵ کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ اپنی زبان کو ہر وقت ذکر اللہ سے تر رکھو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا ذکر شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی

حضرت آدم علیہ السلام

(۷)

ظریفانہ نکتہ

جو علماء اس کے قائل ہیں کہ یہ جنت الماویٰ ہے ان پر دوسرے علماء کا یہ اعتراض ہے کہ اگر اسے صحیح تسلیم کر لیا جائے (اور یہ ظاہر ہے کہ اسی کا دوسرا نام جنۃ الخلد ہے) تو حضرت آدمؑ سے ابلیس کا یہ کہنا کہ میں تمہیں شجرِ خُلد کا پتا بتاؤں کیا معنیٰ رکھتا ہے؟

لیکن اوّل الذکر علماء ان حضرات سے جو جنتِ ارضی کے قائل ہیں پلٹ کر یہ سوال کرتے ہیں کہ اگر یہ جنتِ ارضی تھی تو اس دارِ فانی میں ابلیس، حضرتِ آدمؑ سے ایسی بحث ہی کیسے کر سکتا تھا کہ دنیا اور اس کی تمام اشیاء تو فانی ہیں۔ مگر اس میں ایک شجرِ خلد بھی ہے۔ دارِ فانی میں خلود کہاں اس کو تو معمولی عقل کا انسان بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ حضرت آدمؑ؟

جنّتِ ارضی علماءِ طبقات الارض کی نظر میں

جو علماء اس جنّت کو "جنتِ ارضی" بتاتے ہیں ان میں سے علماء طبقات الارض کا یہ دعوےٰ ہے کہ ربع مسکون میں سے جس خطّہ پر یہ جنّت قائم تھی وہ آج کائناتِ ارضی پر موجود نہیں ہے۔ یہ حصّہ "قارۂ مُو" کے نام سے اس دنیا میں آباد تھا مگر مختلف حوادث اور پیہم زلزلوں کے باعث بحرِ ہند میں ہزاروں سال ہوئے کہ غرق ہو گیا اور یہ کہ جب حادثہ پیش آیا تھا تو اس خطّہ پر بسنے والی انسانی آبادی تقریباً ساڑھے ملین (چھ کروڑ) کی تعداد میں ہلاک ہو گئی۔

اور بائیبل کے سفر تکوین اصحاح ۲ میں اس کا مقام وقوع وہ بتایا گیا ہے جہاں سے دجلہ اور فرات نکلتے ہیں۔

۶۔ کیا حضرتِ آدمؑ نبی اور رسول ہیں؟

شریعتِ اسلامی میں "نبی" اس ہستی کو کہتے ہیں جس کو حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے چُن لیا ہو اور وہ براہ راست اللہ تعالےٰ سے ہمکلام ہوتی ہو۔ اور "رسول" اس نبی کو کہا جاتا ہے جس کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے نئی شریعت اور نئی کتاب بھیجی گئی ہو۔

چونکہ حضرتِ آدمؑ دنیاءِ انسانی کے باپ ہیں تو خود بخود یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ جس طرح اپنی نسل کی دنیوی سعادت و فلاح کے لئے راہنما اور ہادی تھے اسی طرح اخروی سعادت و فلاح کے بھی پیامبر تھے یا نہیں؟

اس کا جواب ایک ہی ہو سکتا ہے کہ وہ بلاشبہ خدا کے سچّے پیغمبر اور نبیٔ برحق تھے اور اس مسئلہ میں امّت میں کبھی دو رائیں نہیں ہوئیں اور اسی لئے کبھی یہ مسئلہ موضوع بحث نہیں بنا۔ مگر اس مسئلہ میں اُس وقت سے اہمیت پیدا ہوئی جب کہ مصر کے قریہ دمنہور کے ایک شخص نے حضرت آدمؑ کی نبوّت کا انکار کیا اور اپنے دعوےٰ کی دلیل میں یہ پیش کیا کہ قرآنِ عزیز میں کسی مقام پر بھی حضرت آدمؑ کو دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح "نبی" نہیں کہا گیا۔

اس شخص کا یہ کہنا کہ قرانِ عزیز نے حضرت آدمؑ کو کسی جگہ لفظ نبی سے مخاطب نہیں کیا، لفظی اعتبار سے اگرچہ صحیح ہے لیکن حقیقتِ نبوّت کے اعتبار سے بالکل غلط ہے۔ اس لئے کہ نبوت کے جو معنی اسلامی اصطلاح میں بیان کئے گئے ہیں بغیر کسی تاویل کے اس کا اطلاق حضرت آدمؑ پر نظمِ قرآنی میں بہت سے مقامات میں موجود ہے۔ جگہ جگہ یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر کسی واسطہ کے حضرت آدم سے ہمکلام ہوتا رہا ہے اور اس تمام مخاطبت اور بات چیت میں امر و نہی اور حلال و حرام کے احکام دیتا رہا ہے اور ان احکام کے لئے آدمؑ کے پاس کسی کو نبی و رسول بنا کر نہیں بھیجا، بلکہ براہِ راست ان ہی سے خطاب فرمایا گیا۔ پس جب کہ نبوّت کی حقیقت بھی یہی ہے تو حضرت آدمؑ کی نبوّت کا انکار قطعاً باطل اور بے معنیٰ ہے نیز ان کے رسول ہونے نہ ہونے کی بحث بھی کچھ زیادہ اہم نہیں ہے — اس لئے کہ جب وہ پہلے انسان ہیں تو انسانی آبادی کے لئے خدا کی وحی کے ذریعہ جو پیغامات بھی انہوں نے سنائے وہی ان کی شریعت سمجھی جائیگی۔ اور اس لئے وہ رسول بھی ہیں۔ بہرحال ان کی نبوّت پر یقین رکھنے اور قلب میں اطمینان پیدا کرنے کے لئے نظم قرآنی کی وہ تمام آیات کافی و شافی دلیل ہیں جو حضرت آدم (علیہ السلام) اور اللہ تعالےٰ کے درمیان براہِ راست گفتگو اور مکالمت و مخاطب کی شکل میں نظر آتی ہیں۔

۷۔ حضرت آدمؑ جبکہ نبی ہیں تو اُن سے خدا کے حکم کی خلاف ورزی کے کیا معنیٰ؟ نبی تو معصوم ہوتا ہے اور "عصمت" نافرمانی اور گناہ کے متضاد ہے؟

حضرت آدمؑ کی عصمت پر بحث کرنے سے قبل مختصر الفاظ میں "عصمت" کے معنی اور اس کا مفہوم معلوم ہو جانا ضروری ہے تاکہ آئندہ بھی ایسے مقامات میں کوئی گنجلک اور ریب و شک کی گنجائش باقی نہ رہے۔

عصمتِ نبی کے معنیٰ

خالقِ کائنات نے انسان کی تخلیق متضاد قوتوں کے ساتھ فرمائی ہے۔ یعنی اس کو نیک و بد دونوں قسم کی قوتیں عطا کی گئی ہیں۔ وہ گناہ بھی کر سکتا ہے اور نیکی بھی، وہ ارادۂ بد کا بھی حامل ہے اور ارادۂ خیر کا بھی، اور یہی اس کے انسانی شرف کا طغرائے امتیاز ہے۔

ان متضاد قوتوں کے حامل "انسان" میں سے حضرتِ حق، انسانی رشد و ہدایت اور وصول الی اللہ کے لئے کبھی کبھی کسی شخص کو چُن لیتے اور اس کو اپنا رسول، نبی اور پیغمبر بنا لیتے ہیں اور اس سلسلہ کی آخری کڑی محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔

سو جب یہ ہستی "نبوت" کے لئے چُن لی جاتی ہے تو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ عمل، ارادہ کی زندگی میں ہر قسم

کے گناہ سے پاک اور ہمہ قِسم کی نافرمانیوں سے منزّہ ہو تاکہ پیغام الٰہی کے منصب میں خدا کی صحیح نیابت ادا کر سکے۔ اور "او خویشتن گم است کرا رہبری کند" کا مصداق ثابت نہ ہو۔ اس طرح وہ ایک انسان اور بشر بھی ہے کہ کھاتا ہے، پیتا ہے، سوتا ہے، اور اہل و عیال کی زندگی سے بھی وابستہ ہے اور وہ ہر قسم کے عملی اور ارادی گناہوں سے پاک بھی ہے۔ کیونکہ وہ ہر قسم کی نیکی کے لئے ہادی و مرشد اور خدا کا نائب ہے، اگرچہ وہ دوسرے انسانوں کی طرح متضاد قوتوں کا حامل ضرور ہے۔ لیکن عمل اور ارادہ میں اس سے ہر قسم کی بدی کے ظہور کو ناممکن اور محال کر دیا گیا ہے تاکہ اس کا ہر ارادہ، ہر عمل اور ہر قول غرض ہر حرکت و سکون کائنات کے لئے اسوہ اور نمونہ بن سکے۔ البتہ بشریت و انسانیت سے متصف ہونے کی بناء پر سہو، نسیان اور لغزش کا امکان باقی رہتا اور کبھی کبھی عملی شکل بھی اختیار کر لیتا ہے مگر فوراً ہی اس پر متنبہ کر دیا جاتا ہے اور وہ اس سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔

سہو اور نسیان تو اپنے مفہوم میں ظاہر ہیں مگر زَلّۃ (لغزش) کیا ہے؟ تو اس کا اطلاق ایسی حقیقت پر ہوتا ہے کہ جہاں عمل اور کردار میں نافرمانی، تمرد اور سرکشی کا دخل ہو اور نہ قصد و ارادہ کے ساتھ حکم کی خلاف ورزی کا اور ساتھ ہی وہ عمل اپنی حقیقت اور ماہیت کے اعتبار سے قبیح، بد اور شر بھی نہ ہو۔ اور ان تمام امور کے پیشِ نظر وہ اپنی ذات میں اباحت اور جواز کا درجہ رکھتا ہو۔ مگر کرنے والے کی ہستی کے شایانِ شان نہ ہو بلکہ اس کے عظیم رتبہ کے سامنے نازل اور ہلکا نظر آتا ہو۔ بایں ہمہ اس لئے عمل میں آ گیا کہ عمل کرنے والے کی نگاہ میں اُس کا اُس طرح کرنا خدائے تعالےٰ کی مرضی کے خلاف نہ تھا۔ لیکن نبی پر چونکہ خدائے تعالےٰ کی مستقل حفاظت و نگرانی رہتی ہے اس لئے فوراً ہی اس کو متنبہ کر دیا جاتا ہے کہ یہ عمل تمہاری جلالتِ قدر اور عظمتِ مرتبہ کے شایانِ شان نہیں ہے اور قطعی غیر مناسب ہے۔

اسی فرقِ مراتب کو عربی کی اس مثل میں ظاہر کیا گیا ہے۔

حسنات الابرار سیّات المقربون۔

نکوکار انسانوں کی عام خوبیاں مقربین بارگاہ الٰہی کے حق میں برائیاں ہوتی ہیں۔

مگر اس کے لئے کہ ایک مقرب بارگاہ الٰہی کو خدا کی مرضی کے سمجھنے میں بھی یہ لغزش کیوں پیش آئی۔ سنۃ اللہ یہ جاری ہے کہ وہ انبیاء و مرسلین (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی اس قسم کی لغزشوں پر جب ان کو متنبہ کرتا ہے تو اوّل نہایت سخت اور مجرمانہ عمل کی حیثیت میں اس لغزش کا ذکر کرتا ہے مگر پھر کسی دوسرے مقام پر اس معاملہ کی اصل حقیقت کو ظاہر کر کے "نبی و رسول" کے عمل کو لغزش ہی کی حد میں لے آتا اور ان کی جانب سے خود ہی معذرت کر دیتا ہے تاکہ کسی ملحد اور زندیق کو کسی بھی نبی و رسول کی جانب گناہ کے الزام لگانے کی بیجا جرأت نہ ہو سکے۔

اسی مجموعۂ حقیقت کا نام "عصمتِ انبیاء" ہے اور یہی اسلامی عقائد میں سے ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ یہ مسئلہ اگرچہ بحث و کاوش کے اعتبار سے بہت اہم اور معرکۃ الآراء مسئلہ ہے مگر دلائل و براہین اور بحث و نظر کے بعد مسئلہ کی حقیقت اور اس کا خلاصہ یہی ہے جو یہاں سپردِ قلم کیا گیا اور اس مقام پر اسی قدر کافی و شافی ہے۔ (باقی آئندہ)

بقیہ: التنظیم العظیم

کی روح ہے جس کے ثبوت کے لئے صدہا امثال و نظائر اور حقائق و دقائق بیان کئے جا سکتے ہیں۔ جن سے یہ حقیقت پوری طرح ظاہر و باہر ہو جاوے گی کہ جب تک کوئی چیز مرکز سے اپنا رشتہ و تعلق جوڑے رہے گی تب تک وہ ان تمام منافع و مفاد، درجات و مرتبات اور اعزاز و اکرام سے بہرہ اندوز ہو سکے گی جن سے کہ مرکزیت قائم و دائم ہے۔ لہٰذا آج بھی جن اقوام و ملل میں شانِ مرکزیت موجود ہے وہ حقیقی و مجازی کے فرقِ مراتب کے ساتھ کمال فوز و فلاح، ارتقاء و اقتدار سے ہمکنار ہیں۔ مسلمانوں میں جب تک یہ حقیقی شانِ مرکزیت رہی ان کا وہ حال رہا جو مختصراً دورِ ارتقاء میں عرض کر چکا ہوں۔ مگر جب حقیقی تو کجا مجازی مرکزیت بھی اپنے ہاتھوں برباد کر دی گئی تو وہ ذلیل و خوار اور مفلس و نادار بن کر رہ گئے اور ان کا وہ حال ہوا جو دورِ انحطاط میں بیان ہو چکا ہے۔ قرآنِ کریم کا ارشاد ہے "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللهِ" سب کے سب اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوط پکڑ لو یعنی تم آراء و افکار اور نیات و مقاصد میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے بجائے صرف یہ کرو کہ احکامِ قرآن کے دل و جان سے تابع و مطیع بن جاؤ۔

اب تو یہ اظہر من الشمس ہو چکا کہ اتفاق اصل میں قرآن مجید پر عمل کرنے ہی کا نام ہے اور بس۔ جس سے ثابت ہوا کہ جب لوگ قرآنی احکام کو مشعلِ راہ بنا کر حصولِ مقصود کے لئے پورے عزم و خلوص سے چل کھڑے ہوں گے منزلِ مقصود کو بالیقین پا کر اپنے آپ کو منظم و متحد پائیں گے۔ یہ ہے حقیقتِ اتفاق جو کہ سراسر مبنی بر روحانیت ہے اور جو اتفاق روحانیت پر مبنی ہو گا وہ ضرور کامیاب و کامران ممکن العمل و سہل الحصول، مستقل و دائم اور ہر طرح کی دینی و دنیوی فوز و فلاح کا ضامن و کفیل ہو گا۔ اس لئے مسلمانانِ عالم کے لئے ضروری ہے کہ مغرب کی کورانہ تقلید سے باز آ کر، سفید فام اقوام کے بلند بانگ دعاوی سے منہ موڑ کر اور غلط طریقِ کار چھوڑ کر اپنا رخ کعبہ کی طرف کریں اور خلوص و للّٰہیت کے ساتھ کتاب و سنت کو اپنا لائحۂ عمل بنا لیں تاکہ گوہرِ مقصود ہاتھ آ سکے۔

پروگرام

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ جانشینِ شیخ التفسیر

۱۳ر اکتوبر بروز جمعہ بعد نماز عشا جمعیۃ علماء اسلام دھرمپورہ کے جلسہ کی صدارت فرمائیں گے۔

۲۰ر اکتوبر بروز جمعہ پونے چھ بجے پروگرام جمہور دی آواز ریڈیو پاکستان لاہور میں تقریر فرمائیں گے۔

۲۱ر اکتوبر بروز ہفتہ مدرسہ فاروقیہ ملتان میں شرکت فرمائیں گے۔

۲۲-۲۳ر اکتوبر کوٹلہ رحم شاہ تشریف لے جائیں گے۔

(حاجی بشیر احمد)

مولانا کرم الٰہی (بی، اے علیگ)

التنظیمُ العظیمُ

(۲)

وجوہِ ارتقاء و انحطاط

گذشتہ عظمت و اقتدار، جاہ و جلال، رعب و وقار کی علل دریافت کرنے کے لئے سابق عزم و استقلال، ایمان و ایقان کا نور، قلب کی طہارت، ضمیر کی قوت، خدا پر توکّل و اعتماد و بھروسہ، اس کے مواعید پر یقین اور عمل کی پختگی کی شاندار روئداد پڑھنا پڑے گی۔ قرآن مجید کا یہ دعوٰے ہے کہ "چہ من حیث الفرد اور چہ من حیث القوم" اگر انسان خدا پر ایمان لاکر اپنے اعمال و افعال، عقائد و خیالات، افکار و مشاغل اس کے بتلائے ہوئے قواعد کے مطابق بنالے اور اپنی حیات کو تابع رضائے حق بنالے تو عوامل قدرت اور موجوداتِ کائنات، انسانات، حیوانات، جمادات اور نباتات اس کے تابع فرمان ہو جاتے ہیں۔ عناصر اس کے ممد اور معاون اور تمام اقسام فوز و فلاح کے راستے اس پر کھل جاتے ہیں۔ تسخیر قوائے فطرت کے مقصدِ عظیم میں زیادہ سے زیادہ کامیابیاں، کامرانیاں، ترقیات اور شاندار نصرتیں اس کے قدم چومنے لگتی ہیں۔ بمصداق ؎

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

اس ارتقاء و انحطاط کی طویل داستان معلوم کرنے کے لئے ہمیں تاریخ اسلامی کی اوراق گردانی کرنا چاہیئے۔ اس کی روشنی میں اپنے زمانۂ گذشتہ کے عروج اور عہدِ حاضرہ کے نزول کی وجوہ دریافت کریں گے تو ہمیں بڑی آسانی سے ان کا علم ہو جائے گا کہ مسلمانانِ عالم کی گذشتہ عزت و عظمت، ترقی و عروج جن سے آج بھی تاریخ انسانیت کے اوراق لعل و گوہر کی طرح جگمگا رہے ہیں خدا اور اس کی اطاعت کی وجہ سے تھیں اور ان کی اندرونی تنظیم کی خوبی و استواری کے باعث تھیں ؎

سچ ہے سچ ہے کہ یہی اور یہی اک قرآن تھا
اور ترقی کا تری راز یہی قرآن تھا

جب اختیارِ قرآن پر فوز و فلاح کا ترتّب ہوا تو اسی کی ترک پر تنزّل و تسفّل کے گڑھے میں پھینک دئے گئے بلکہ خود گر گئے۔ بمصداق ؎

یک بیک کیا ہوگیا جس جا پہ کل تھے اب وہاں
اڑرہی ہے خاک اور چھایا ہے کوسوں تک غبار
آہ اس کا اک سبب ہے اور ہے بس ایک ہی
ترکِ قرآں سے ہوئے دنیا میں یوں برباد و خوار

طریق التنظیم العظیم

بجز اسلام آج تک کسی دیگر مذہب نے یہ تک نہ بتلایا کہ اتفاق کی اصلیت اور اتحاد کی تعریف ہے کیا؟ اور اس کے احداث و اِبقا و استحکام کی تدابیر کیا ہیں؟ یہ اسلام ہی کا کرشمہ تھا کہ جس نے رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے اس کی حقیقت و اصلیت بکمال وضاحت و صراحت فرماتے ہوئے یہ بتلایا اور سمجھایا کہ اتفاق کی حدود کیا ہیں، قیود کیا ہیں اور حقوق کیا ہیں؟ نیز یہ بھی واضح فرمایا کہ اس عالم کون و فساد میں اتفاق کے ضروری ہونے کے ساتھ ساتھ اختلاف نہ کہ خلاف کس قدر لابدی، ناگزیر اور ضروری ہے۔ تہذیب و تمدن اور معاد و معاش کا یہ مہتم بالشان جزو مدتِ مدید اور عرصۂ بعید سے تشنۂ تکمیل پڑا تھا اور کسی کی نظر دُور بین اس کی گہرائیوں اور باریکیوں تک نہ پہنچی تھی۔ یہ اس رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن ہی کا عظیم الشان معجزہ تھا کہ اس مسئلہ لاینحل کو اس اسلوب و حسن و خوبی سے سلجھایا کہ تمام گذشتہ الجھنیں ھَبَاءً مَّنْثُوْرًا ہو کر رہ گئیں اور دیکھتے ہی دیکھتے عرب کی منتشر و غیر منظم قوم اس کا مصداق بن گئی ؎

جدھر رخ کیا سلطنت زیرِ فرماں
جدھر آنکھ اٹھائی ممالک مسخر
لڑائی میں ایک ایک دس دس پہ بھاری
شہیدانِ بدر و شجاعانِ خیبر

اتفاق مشتق ہے وفق سے جس کے معنی ہیں ایک چیز کا دوسری چیز کے بالکل مطابق ہونا اور نہ صرف مطابق و موافق ہونا بلکہ باہم اس طرح مل جانا کہ کوئی تمیز نہ ہو سکے اور نہ ہی افتراق و جدائی ممکن ہو۔

یہ ظاہر و باہر ہے کہ اس مفہوم و تعریف میں وہ چیز داخل ہے جو کہ قطعاً غیر ممکنات میں سے ہے اس کا کیسے امکان ہو سکتا ہے کہ سب کی آراء، افکار و خیالات ایک ہو رہیں، سب کی نیّات میں یکسانیت ہو، سب کے منافع و مضار یکساں ہو جائیں اور سب کے مقاصد و عزائم میں ہم آہنگی پیدا ہو سکے۔ چونکہ زمانۂ قبل از بعثت نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں اس موہوم و غیر معقول نظریۂ اتفاق و اتحاد کے مطابق حصولِ اتحاد کے لئے جد وجہد کی جاتی تھی اس لئے کامیابی و کامرانی نہ ہوتی تھی، نہ ہوئی اور نہ ہو سکتی تھی۔ اور ہو بھی کیسے سکتی جبکہ یہ نظریہ ہی سرے سے غیر ممکن الواقع تھا۔ قرآن کریم میں لفظِ اتفاق کے بجائے "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا" الفاظ ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس ارشاد ربانی کی روشنی میں اسی مفہوم کو نئے انداز، نئی توضیح و تشریح اور نئی حقیقت و ماہیت کے ساتھ پیش کیا جس کی تعبیر صرف یہ تھی کہ تمام افراد و اقوام ایک مرکز پر جمع ہو جائیں۔ اس کے بالمقابل تفرقہ کا لفظ ارشاد فرما کر جس کے معنی مرکز سے بُعد کے ہیں اتفاق ایسے ناممکن الواقع اور بعید القیاس مفہوم و مقصود کو عین ممکن، سہل اور قرینِ عقل و قیاس بنا دیا۔ اب کسی سے یہ نہیں کہا جاتا کہ مختلف آراء کو ترک کر دو، متفرق نیّات کو چھوڑ دو اور اپنے متبائن و متضاد مفاد سے دستکش ہو جاؤ بلکہ صرف ایک حقیقت پر زور دیا جاتا ہے کہ ان جمیع اختلافات و امتیازات اور افتراقات و تضادات کے باوجود ایک مرکز پر جمع ہو جاؤ۔ کیونکہ مرکزیت ہی تمامتر عروج و ارتقائے عالم

(باقی صـ پر)

طلباء کا صفحہ

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

جمعیۃ الطلباء جامعہ کے زیر اہتمام جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور میں یوم حضرت صدیق رضی اللہ عنہ

اذ هما فی الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان اللہ معنا (القرآن)

ابوبکرؓ تمام دنیا کے انسانوں سے بہتر ہیں (ارشاد رسولؐ)

مولانا شیر محمد صاحب (سرگودھا ہڑالی)

گرامی قدر حضرات! آج جس پاک ہستی کی یاد میں ہم جلسہ کر رہے ہیں ان کا نام نامی عبداللہ کنیت ابوبکر لقب صدیق و عتیق اور والد صاحب کا نام ابو قحافہ تھا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عمر میں دو سال چند ماہ چھوٹے تھے۔ آزاد اور بالغ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔ سرکارِ دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہر فرمان کی بلا حیل و حجت تصدیق کرتے۔ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا شرفِ رفاقت جس قدر ان کو نصیب ہوا وہ اور کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ آپؓ جنگ میں، صلح میں، سفر میں، حضر میں، غار میں، مزار میں غرضیکہ ہر جگہ رسولِ دوجہاں (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ رہے۔ حضورؐ نے ان سے فرمایا۔ "انت صاحبی فی الغار ورفیقی علی الحوض" یعنی آپ میرے غار کے بھی ساتھی ہیں اور حوض کوثر کے بھی (ایں سعادت بزورِ بازو نیست)

آپ نرم مزاجی، خوش خلقی، راست گوئی، دیانت داری اور فیاضی میں اپنی مثال آپ تھے۔ دینِ متین کی خاطر آپ نے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ تن من دھن سب اسلام کے لئے وقف تھا۔ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بہت دفعہ ان کی خدمات اور ایثار کی تعریف فرمائی۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابوبکرؓ کا ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ مجھ پر جتنے لوگوں نے احسان کئے تھے میں نے سب کا بدلہ چکا دیا۔ مگر ابوبکرؓ کے، کہ ان کے احسانات کا بدلہ خدا ہی دے گا۔" ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ابوبکر خیر الناس۔ یعنی ابوبکر انبیاء علیہم السلام کے سوا تمام انسانوں سے افضل اور بہتر ہیں۔

حدیث شریف میں ہے "انا اوّل من تنشق عنه الارض ثم ابوبکر ثم عمر" یعنی سب سے پہلے میرے اوپر سے زمین شق ہوگی پھر ابوبکرؓ اور پھر عمرؓ پر سے۔

(باقی صـ ۔۔)

خلیفۂ اوّلؓ کا دامن ۔۔۔

حضرت مولانا الحاج سید حامد میاں صاحب

عزیز طالب علمو! آج آپ نے اس ذاتِ گرامی ۔۔۔ کیا ہے جن کو خلیفۂ اوّل، صدیق اکبر عتیق، یارِ ۔۔۔ کیا جاتا ہے۔ جنہوں نے تمام زندگی اپنے دامنِ عصمت ۔۔۔ بُت نہیں پوجے، چوری نہیں کی، جھوٹ نہیں بولا ۔۔۔ اس دور میں جب کہ گناہ کو گناہ نہیں بلکہ کمال سمجھا ۔۔۔ طرح بچنا بہت بڑا کمال ہے۔ اس کو محدثین کرام ۔۔۔ یعنی باری تعالیٰ کی رضا مندی ہمیشہ سے متوجہ رہی ۔۔۔ کو منشاءِ رسولؐ کے مطابق باتفاق اپنا خلیفہ منتخب کیا ۔۔۔ علیہ وسلم نے مرضِ وفات میں حضرت عائشہ رضی اللہ ۔۔۔ (الحدیث) یعنی اپنے والد صاحب (حضرت ابوبکرؓ) اور ۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے یا کوئی دوسرا کوئی مستحق نہیں۔ پھر خود ہی ارشاد فرمایا ویأبی ۔۔۔ سب مسلمان سوائے ابوبکرؓ کے باقی کسی کو میرا قائم مقا ۔۔۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہی چیز آپ جمعرات کے روز تحر ۔۔۔ روپا کرتے تھے کیونکہ اگر آقائے نامدار (صلی اللہ علیہ وسلم) ۔۔۔ پیدا ہی نہ ہوتا کہ حضرت علیؓ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ۔۔۔ رہتی جس کی بنیاد یہ ہے کہ خلافت کے اولین حقدار حضرت ۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔

خدا کا شکر ہے۔ ہماری معتبر ترین کتابوں میں صحیح واقعا ۔۔۔ رکھا گیا اور ہم اپنے مدارس میں پڑھتے پڑھاتے ہیں ـــ اللہ تعالیٰ ہم ۔۔۔

مولانا محمد نواز (بیگوخیل بنوں) کی تقریر

محترم حضرات! علماء نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منجملہ خصوصیات کے ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ انہیں ابوبکر صدیقؓ جیسا وفادار اور پرہیزگار دوست ملا۔ جس طرح قرآن حکیم جیسی انمٹ کتاب سوائے آپؐ کے کسی کو نہیں ملی۔ جس طرح معراج سوائے آپؐ کے کسی کو نہیں کرائی گئی، جس طرح رحمۃ للعالمین کا لقب سوائے آپؐ کے کسی کو نہیں ملا۔ ٹھیک اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جیسا مخلص اور جاں نثار دوست بھی کسی کو نہیں ملا۔

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رفاقت پر بہت فخر کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ابوبکر کے مال سے جتنا فائدہ پہنچا ہے اتنا کسی اور کے مال سے نہیں پہنچا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شدتِ مرض سے جماعت نہ کرا سکے تو فرمایا "مروا ابابکر فلیصل بالناس" یعنی ابوبکرؓ کو میری طرف سے حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ـــ معلوم ہوا کہ صدیق اکبرؓ از روئے علم و پرہیزگاری تمام صحابہؓ سے افضل تھے۔ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد اگر کوئی امام و سردار بن سکتا تھا تو وہ ابوبکرؓ ہی کی ذات گرامی تھی۔ آپ اپنی صفات حمیدہ اور خدمت گاری و وفاداری کی بناء پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت زیادہ محبوب تھے۔ ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مال طلب کیا تو تمام گھر کا اثاثہ لا کر قدموں میں ڈال دیا۔ دریافت فرمایا گھر کیا چھوڑ آئے ہو؟ عرض کیا اللہ ورسولہ۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎ پروانہ کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس۔ صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرتبہ: اشرف

...منایا گیا۔ اس مبارک تقریب کی صدارت حضرت مولانا سید حامد میاں مدظلہم نے فرمائی۔

انت صاحبی فی الغار ورفیقی علی الحوض (الحدیث)

...مت کبھی اغدار نہیں ہوا

...ظلہ مہتمم جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

...ل خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے جلسہ منعقد ...اور اس طرح دیگر عظیم الشان القابات سے یاد ...ل گناہوں سے داغدار نہیں کیا۔ شراب نہیں پی۔ ...کہ گناہ کے ہر کام میں کنارہ کش رہے۔ جہالت کے ... تھا ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا گناہوں سے اس ... الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔ لم یزل بعین الرضاء ...اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد تمام صحابہؓ نے آپؓ ...حدیث کی کتابوں میں آیا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ ...لی عنہا سے ارشاد فرمایا۔ ادعی لی اباك و اخاك ...ا کو میرے پاس بلا لاؤ تاکہ میں لکھ دوں۔ کہیں ...ے والا کہے کہ میں (قائم مقامی کا) مستحق ہوں اور ... والمومنون الا ابابکر۔ یعنی خداوند کریم اور ...بنانے پر راضی نہ ہوں گے۔ (رواہ مسلم)

...فرمانی چاہتے تھے جسے یاد کر کے حضرت ابن عباسؓ ...قعی تحریر فرما دیتے تو بعد میں کوئی فرقہ یہ کہنے والا ...وصی تھے۔ اور امت اس عظیم اختلاف سے محفوظ ...ؓ تھے اور باقی حضرات (معاذ اللہ) غصباً خلافت کرتے رہے

...اور علمی مواد آتا ہے۔ جسے اس دور سے آج تک محفوظ ...ب کو صحیح عقائد پر زندگی اور موت نصیب فرمائے (آمین)

کون کرسکتا ہے ان کی نیکیوں میں ہمسری

مولانا عبدالرشید (کشمیری)

آج کی مبارک مجلس میں مجھے واقعۂ ہجرت بیان کرنا ہے۔

جب رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مکہ والوں کو توحید کا پیغام پہنچایا اور انہیں بتایا کہ خدا کی ذات کے سوا کوئی مشکل کشا و الٰہ نہیں ہے، صرف اسی کو پوجو اور اسی سے مشکلات میں آسانی طلب کرو۔ اس پیغام سے لوگ برہم ہوئے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سخت سے سخت اذیتیں دینے لگے۔ مگر خدا کا رسول کسی مصیبت کی پروا کئے بغیر اپنے کام میں مشغول رہا۔ کافروں نے جب یہ دیکھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی مصیبت کو خاطر میں نہیں لاتے۔ برابر ہمارے خداؤں کو جھٹلا رہے ہیں۔ تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اب اُنہیں قتل ہی کیا جائے۔ چنانچہ ایک دن اس ناپاک ارادہ کو لے کر آقائے کُل (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر کا محاصرہ کیا۔ رسولِ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے بستر پر حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو سلایا۔ اور خود کاشانۂ صدیقؓ تشریف لے گئے۔ وہاں سے انہیں ساتھ لے کر مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔ رات کی تاریکی میں جب دونوں یار چلتے چلتے ایک غار تک پہنچے جسے غارِ ثور کہتے ہیں۔ یہاں پہنچ کر حضرت صدیقؓ نے عرض کیا کہ آپ تشریف رکھیں میں غار کو اندر سے صاف کر آؤں۔ تاکہ کوئی موذی جانور آپ کو گزند نہ پہنچائے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اندر تشریف لے گئے۔ غار کو صاف کیا۔ غار کے اندر کچھ سوراخ تھے انہیں کپڑے سے بند کیا صرف دو سوراخ رہ گئے ان میں اپنے دونوں پاؤں مبارک اڑا دئے پھر رسولِ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اندر بلایا۔ آنحضرتؐ اندر تشریف لے گئے اور حضرت صدیقؓ کی ران مبارک پر سرِ اقدس رکھ کر آرام فرمانے لگے۔ جس سوراخ میں حضرت ابوبکرؓ نے پاؤں رکھا تھا وہیں سے سانپ نے آپؓ کو ڈس لیا۔ اگرچہ بہت تکلیف ہوئی مگر اپنے یار کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ آخرکار شدتِ درد سے آنسو نکل آئے جو (باقی صہ پر

مولانا عبدالرحمٰن (میانوالی) کی تقریر

حضرات سامعین! حضرت ابوبکرؓ کو رسولِ پاک (صلی اللہ ...یہ وسلم) نے صدیق کا لقب بخشا ہے۔ صدیق وہ ہوتا ہے جس کا مرتبہ و مقام تمام امت سے بلند و ارفع ہو۔ جہاں ... رتبہ منتہی ہوتا ہے وہاں سے شہداء کے رتبے کی ابتدا ہوتی ہے، جہاں رتبۂ شہداء کا اختتام ہوتا ہے وہاں رتبہ ...دیقین کا آغاز ہوتا ہے۔ گویا جس مقام پر صدیق فائز ہوتا ہے وہ نہ تو عام صلحاء کو اور نہ ہی شہداء کو ...یب ہوتا ہے۔ جس طرح ہمارے رسولؐ تمام رسولوں سے افضل و برتر ہیں اسی طرح ان کی امت بھی گذشتہ امتوں ... افضل ہے۔ ان کی امت کے اولیاء دیگر امتوں کے اولیاء سے اور ان کی امت کے شہداء سابقہ شہداء اور ... کی امت کے صدیق امم سابقہ کے صدیقین سے افضل و اعلیٰ ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر جو اس امت کے صدیق ہیں کا رتبہ انبیاء کے بعد دنیا بھر کے انسانوں سے اونچا ہے۔ ...حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے۔ "ابوبکرؓ سوائے نبیوں کے تمام لوگوں سے افضل ہیں" اسی فضیلت و ...شان کے پیش نظر تمام صحابہؓ نے باتفاق آپ کو اپنا سردار و خلیفہ تسلیم کیا۔ اور خدا نے منجملہ احسانات کے ان پر یہ احسان ... فرمایا کہ انہیں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پہلو میں آرام کرنے کی سعادت بخشی۔

اللہ تعالےٰ ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ (آمین)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ

(مولانا عاشق الٰہی)

(۳)

ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آٹا پیس کر چھوٹی چھوٹی روٹیاں پکائیں۔ اس کے بعد ان کی ذرا آنکھ لگ گئی۔ اسی اثنا میں پڑوسن کی بکری آئی اور دو روٹیاں کھا گئی۔ آنکھ کھلنے پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کو مارنے کے لئے دوڑیں۔ یہ دیکھ کر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روکا کہ عائشہ! ہمسایہ کو نہ ستاؤ۔

مختلف نصائح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکثر زہد فی الدنیا اور فکر آخرت اور خدا ترسی کی نصیحتیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو نصیحت فرمائی۔ کہ اے عائشہ! چھوٹے گناہوں سے بھی بچ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے بارے میں بھی مواخذہ کرنے والا ..... موجود ہے۔

ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نصیحت فرمائی کہ اے عائشہ! اگر تو آخرت میں مجھ سے ملنا چاہتی ہے تو تجھ کو دنیا میں سے اتنا سامان کافی ہونا چاہئے جتنا مسافر اپنے ساتھ لے کر چلنا چاہتا ہے۔ اور مال داروں کے پاس بیٹھنے سے پرہیز کر۔ اور کسی کپڑے کو پرانا سمجھ کر پہننا مت چھوڑ دے جب تک تو اس میں پیوند لگا کر نہ پہن لیوے

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ خالہ جان اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے نیا کپڑا اس وقت تک نہیں بناتی تھیں۔ جب تک کہ پہلے بنائے ہوئے کپڑے کو پیوند لگا کر نہیں پہن لیتی تھیں اور جب تک کہ وہ خوب بوسیدہ نہ ہو جاتا تھا۔

کثیر بن عبید کا بیان ہے۔ کہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اس وقت اپنے کپڑے میں پیوند لگا رہی تھیں مجھ سے فرمایا ذرا ٹھیرو! ابھی بات کروں گی اس کام سے فارغ ہو جاؤں میں نے توقف کیا پھر جب گفتگو شروع ہوئی تو میں نے عرض کیا۔ کہ اے ام المؤمنین! اگر میں جاکر لوگوں سے کہوں کہ ام المؤمنین پیوند لگا رہی تھیں تو آپ کو لوگ بخیل سمجھیں گے اس کے جواب میں فرمایا کہ سمجھ کر بات کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ جس نے پرانا کپڑا نہ پہنا اسے نیا کپڑا پہننے میں کیا مزہ آئے گا۔

علوم نبوت کی اشاعت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بڑی فیاضی اور مستعدی سے علم دین کی اشاعت کی اور خوب ہی پھیلایا ان کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جو ۲۰۰ کے لگ بھگ کتابوں میں لکھی ہے ان کے شاگردوں میں تابعین کے علاوہ بہت سے صحابہؓ بھی ہوئے ہیں لڑکے اور عورتیں اور وہ مرد جن سے ان کا پردہ نہ تھا، پردے کے اندر مجلس تعلیم میں بیٹھتے تھے۔ اور باقی حضرات پردے کے باہر بیٹھ کر ان سے دینی فیض حاصل کرتے تھے۔ مختلف قسم کے سوالات کئے جاتے وہ سب کا جواب دیتی تھیں اور بعض مرتبہ کسی دوسرے صحابی یا امہات المؤمنین میں سے کسی کے پاس سائل کو بھیج دیتی تھیں دینی مسائل معلوم کرنے میں کوئی شرماتا تو فرماتی تھیں کہ شرماؤ مت کھل کر پوچھو

ہر سال حج کے لئے تشریف لے جاتی تھیں اور ہر طرف سے مختلف شہروں سے برابر لوگ آتے تھے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خیمہ کے باہر ٹھیر کر دینی سوالات کرتے تھے۔ اور وہ .... جواب دیتی تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خیمہ کوہ حرا اور ثبیر کے درمیان نصب کیا جاتا تھا کبھی مکہ معظمہ میں زمزم کے قریب پردہ ڈال کر تشریف فرما ہو جاتی تھیں اور فتویٰ طلب کرنے والوں کی بھیڑ لگ جایا کرتی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا شمار ان جلیل القدر صحابہ میں کیا گیا ہے۔ جو مستقل مفتی تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے والد ماجد کے زمانہ خلافت میں مفتی ہوگئی تھیں۔ اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما خود آدمی بھیج کر ان سے مسائل معلوم کراتے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ امارت میں دمشق میں مقیم تھے۔ اور وقت ضرورت قاصد کو بھیج کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مسئلے معلوم کر کے عمل کرتے تھے۔ ان کا قاصد شام سے روانہ ہوکر مدینہ منورہ آتا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مسکن کے دروازہ کے سامنے کھڑا ہوکر سوال کا جواب لے کر واپس چلا جاتا تھا۔ بہت سے لوگ خطوط لکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دینی معلومات حاصل کرتے تھے۔ اور وہ اُن کا جواب لکھا دیتی تھیں۔

عائشہ بنت طلحہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خاص شاگرد ہیں۔ فرماتی ہیں۔

ویکتبون الی من الامصار فاقول العائشۃ یا خالۃ ھذا کتاب فلان وھدیتہ فتقول لی عائشۃ ای بنیۃ فاجیبیہ واثیبیہ

لوگ مجھے دور دور کے شہروں سے خطوط لکھتے تھے اور ہدایا بھیجتے تھے میں عرض کرتی تھی اے خالہ جان! یہ فلاں شخص کا خط اور ہدیہ ہے فرما دیتی تھیں اے بیٹی (یہ) جواب لکھ دو اور ہدیہ کا بدلہ دے دو۔

حدیث شریف کی کتابوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فتوے بکثرت آتے ہیں۔ لوگ ان سے خصوصیت کے ساتھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اندرونی خانگی زندگی کے متعلق معلومات کیا کرتے تھے۔ اور بہت بے تکلفی کے ساتھ جواب دیا کرتی تھیں۔ چونکہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب کچھ سکھلانے اور عمل کر کے دکھلانے کے لئے اللہ رب العزت کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ اس لئے آپؐ کی زندگی کے کسی پہلو کو آپؐ کی ازواج مطہرات ہرگز

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

محمد طفیل صاحب اے سی بھاولپور

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یہ مضمون حضرات علماء کرام کی نذر ہے اگرچہ یہ تخاطب جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے اس طبقے سے ہے۔ جو خدا اور اس کی حاکمیت کے قائل ہیں۔ اور رسول کریمؐ فداہ ابی وامی پر ایمان رکھتے ہیں نص اور روائت کا بیان علماء کرام کا حصہ ہے۔ ان سطور کا مقصد صرف ان وساوس کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے جو اس خرق عادت اور محیر العقول واقعہ کی نسبت انگریزی خواندہ لوگوں میں سے اکثر کے اذہان میں پرورش پاتے ہیں وہ لوگ کسی بات کو عقلی اور علمی پیمانوں کے علاوہ سائنس کے نظریات کے ترازو پر تولے بغیر قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے

انسانی عقول اور اذہان اس دنیا میں ہر چیز کو انسانی عقل اور ذہن کے موجودہ پیمانوں سے ناپ کر اس کے صحیح یا غلط ہونے کا حکم لگانا ایسا ہی ہے جیسا کہ ابتدائی جماعتوں کا کوئی طالب علم۔ طبیعات۔ کیمیا یا ریاضی کے ادق مسائل کا حکم بن بیٹھے۔ سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ انسانی فہم وعلم۔ یہ سائنس اور دوسرے فنون ہیں کیا چیز۔ اور ابدی حقیقتوں کے سامنے ان کی حیثیت کیا ہے۔ اہل نظر پر واضح ہے کہ انسانی علم جو کچھ بھی ہے یا جو حیرت انگیز ایجادیں اور دریافتیں انسان نے کی ہیں۔ یہ سب علم الٰہی کے وہ گوشے ہیں جو انسان پر کہیں اتفاق محض کے پردے میں۔ کہیں جستجو اور کدوکاوش کے نتیجے میں۔ بے نقاب کئے گئے ہیں۔ قدرت کا منشاء تو ہمیشہ سے ہی یہ رہا ہے کہ انسان اس کے رازوں تک پہنچنے کی سعی کرے اسی لئے قرآن کریم جگہ جگہ بندوں کو آسمان اور زمین میں غور وفکر کا حکم دیتا ہے جیسے اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ انسانی تگ وتاز اور اس کے نتائج کو سامنے رکھ کر اگر غور کیا جائے تو یہ بات بدیہی طور پر سامنے آجاتی ہے۔ کہ انسان کسی شی کو نہ ایجاد کر سکتا ہے نہ پیدا کر سکتا ہے صرف اتنا ہوتا ہے۔ کہ سر اپردہ راز سے کسی بات کا نقاب اُٹھ جاتا ہے اور ایک زندہ جاوید حقیقت سامنے آجاتی ہے۔ جو ہمیشہ سے موجود تھی لیکن ہمیں علم نہ تھا۔ اور پھر رفتہ رفتہ اس کا نیاپن ختم ہوکر وہی عجیب اور نئی چیز زندگی کے معمولات میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور دنیا بھول جاتی ہے جس کو اتفاق محض سمجھا تھا اس کی مصلحت سمجھ میں آجاتی ہے یہ حقیقت بھی کبھی راز تھی۔ جب تک آگ کے متعلق انسان کو علم نہ تھا۔ لوگ اندھیرے میں تھے۔ لیکن جب یہ اہم دریافت منصہ شہود پر آگئی۔ تو رفتہ رفتہ اس کی حیثیت کم ہوتی گئی اور آج کسی کے دل میں یہ خیال بھی نہیں آتا۔ کہ کبھی انسان اس نعمت سے محروم بھی تھا اسی طرح وہ تمام اشیاء جو شب و روز ہمارے استعمال میں آتی ہیں۔ کبھی راز سربستہ تھیں۔ ان کی دریافت کسی حال میں بھی زمانہ حال کی تازہ اور حیرت انگیز ایجادوں سے کم نہیں۔ بلکہ ان کی اہمیت اس وجہ سے اور بھی زیادہ ہے کہ موجودہ تمام علوم و فنون کی بنیاد انہی ابتدائی دریافتوں پر قائم ہے۔ اور یہ سلسلہ مستقل ہے ایک افق سے آگے دوسرا افق نمودار ہوتا ہے۔ عُرفی نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا جب اس نے کہا۔

ہر کس نشناسندہ راز است وگرنہ
ایں ہمہ راز است کہ معلوم عوام است

ابتدا سے آج تک جس قدر انکشافات ایجادات ہوئی ہیں ان پر غور کیجئے۔ یہ تمام حقیقتیں اسی طرح موجود تھیں ہم ہی کو علم نہ تھا۔ جن ذرائع سے آج بجلی پیدا کی جاتی ہے۔ خواہ جنریٹر ہو یا ری ایکٹر، شمسی بیٹریاں ہوں یا اور آلات یہ ذرائع ابتدائے آفرینش سے ہی موجود چلے آرہے ہیں۔ لیکن ہم جانتے نہ تھے آج ایٹم یا جو ہر فرد کا مشاہدہ کرنیوالے کہتے ہیں سبحان اللہ یہ ذرہ تو بذات خود ایک عجیب دنیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ انوکھی اور نرالی دنیا ہمیشہ سے یوں ہی تھی ہم ہی اس کو دیکھ نہ پائے تھے۔ ہماری فہم یہاں تک پہنچ نہ پائی تھی خلاصہ یہ کہ ہمارے علوم و فنون کا تمام سرمایہ علم الٰہی کا ہی ایک گوشہ ہے لیکن یہ گوشہ کتنا بڑا ہے اس بارے میں نیوٹن نے کہا تھا کہ مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں ساحل پر خزف ریزوں سے کھیل رہا ہوں جب کہ علم کا ناپیدا کنار سمندر میرے سامنے ہے یعنی ابھی تک میں نے علم کے سمندر تک رسائی بھی حاصل نہیں کی ہے موجودہ دور کے ایک چوٹی کے سائنسدان نے بھی کچھ عرصہ ہوا کہا کہ کہ ہم نیوٹن کے زمانے سے بہت آگے نکل آئے۔ سائنس نے اس اثناء میں بہت زیادہ ترقی کی ہے۔ لیکن فی الحقیقت ہم بھی ابھی ساحل پر خزف ریزے چن رہے ہیں۔ اور علم کا سمندر آگے ہے یہ ظاہر ہے کہ آج کی دنیا آج سے ایک صدی پہلے کی دنیا سے مادی علوم میں بہت آگے نکل آئی ہے۔ سائنس برق رفتاری سے آگے بڑھا ہے۔ اس کے نتیجے میں ابتدائی قوانین تقریباً تمام تبدیل ہو چکے ہیں۔ سابقہ تھیوریاں اور نظریات بدل گئے ہیں۔ اپنے علم اور فہم سے جو اندازے ہمارے پیشروؤں نے لگائے تھے۔ آج ان کو کوئی قبول نہیں کرتا۔ جو اندازے اور نظریات آج قائم کئے جارہے ہیں۔ علم کے اور آگے قدم بڑھانے پر یہ بھی بیکار ہو جائیں گے اور ایک صدی کے بعد نظام بطلیموس کی طرح یہ بھی آثار قدیمہ میں شامل ہو جائیں گے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اپنے محدود فہم و علم کی بناء پر اُن باتوں کے متعلق غلط یا صحیح کا حکم لگانا۔ جو سمجھ میں نہ آسکیں۔ درست نہیں۔ جو بات کل تک ناممکن سمجھی جاتی تھی۔ آج ممکن ہی نہیں بلکہ معمول عوام ہے۔ "رائٹ برادران" جب ہوائی جہاز بنانے کی جدوجہد کر رہے تھے۔ لوگ انہیں پاگل کہتے تھے۔ وقت کے تمام سائنس دان اور ماہرین فنون کہتے تھے کہ ہوا سے بھاری کسی شے کا ہوا میں اُڑانا ممکن ہی نہیں لیکن نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ اسی طرح آواز کو بند کرنا۔ آواز کا دور پہنچانا۔ بے تار برقی کے پیغامات کا تبادلہ اور بغیر تار کے ہزاروں میل تصاویر کا پہنچنا یہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن، کونسی ایسی چیز ہے

جو کل تک ناممکن سمجھی جاتی تھی۔ لیکن آج وحشت زار چولستان کی ہیبت ناک وسعتوں میں بھیڑ بکریاں اور اونٹ چرانے والے گلے میں ٹرانزسٹر ریڈیو لٹکائے پھرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ کسی وقت اور کسی دور میں بھی انسانی فہم و ذکاء کے نتائج کو حتمی اور آخری درجہ نہیں مل سکتا۔ آج جو بات ہماری سمجھ میں ہمیں نہیں آتی۔ ممکن ہے وہ کل سمجھ میں آجائے۔ اس لئے معراج النبیؐ کے واقعہ پر محض عقلی پہلو سے سوچنے والوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنے فہم و علم کی بنا پر کوئی حتمی رائے قائم کرنے کی جسارت نہ کریں موجودہ دور میں ہی ہزاروں باتیں ایسی ان کے مشاہدے سے گزرتی ہیں۔ جن کی وضاحت وہ نہیں کرسکتے۔ ہر شخص کی سمجھ اور علم کا معیار بھی ایک نہیں۔ کتنے آدمی ہیں۔ جو ریڈیو یا ٹیلیویژن کے کام کرنے کے اصولوں کا صحیح اور مکمل علم رکھتے ہوں۔ جو مکینک رات دن ان چیزوں کی مرمت کرتے ہیں۔ وہ بھی کیا اور کیوں کا جواب نہیں دے سکتے۔ یہ باتیں اس علم کے اونچے درجوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس لئے میں اگر ریڈیو کے متعلق پوری واقفیت نہیں رکھتا۔ تو یہ ضروری تو نہیں کہ کسی اور کو بھی یہ علم نہ ہو اور پھر یہ بھی ضروری نہیں۔ کہ اگر ایک صاحب فن کسی فن کے اسرار و غوامض کو بیان کرے تو ہر شخص اس کو سمجھ ہی لے۔ اگر ایٹمی علوم کے ایک ماہر کو بلا کر اس سے ایٹم کی ماہیت اور خواص۔ پروٹون نیوٹرن اور الیکٹرون کی ساخت صورت گردش اجتماع۔ ان کی ترتیب میں اختلال کے اثرات پر تقریر کرائی جائے تو میں اور آپ تو ایک طرف بہت بڑے سائنس دانوں کے سوا کسی کے پلے کچھ نہ پڑے گا اس لئے اپنی عقل یا علم کو ہی محکم کبھی نہ مانیئے اور ایسی باتوں کا انکار کرنے میں ہرگز جلدی نہ کیجئے جو آپ کی سمجھ میں نہ آئیں۔

ان باتوں کا مطلب یہ ہرگز نہ لیا جائے کہ ان سے معراج النبیؐ کے متعلق اختلاف آراء پر کوئی محاکمہ یا کسی اعتقاد یا ادعا کا ثبوت یا بطلان مقصود ہے کہنا صرف یہ ہے کہ معراج خواہ جسمانی ہو یا روحانی جدید سائنس کے تصورات اس کو تسلیم کرنے میں کسی طرح حائل نہیں ہوتے۔

زمان و مکان

جسمانی معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کرنے میں ان لوگوں کے سوا جن کا عقیدہ ہے کہ جب اللہ اور رسول نے ایک بات فرمادی تو وہ بات درست ہے اور اُس میں کسی کو شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں۔ دوسروں یعنی جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو جو دشواری پیش آتی ہے وہ ان کی عقل کے مطابق زمان اور مکان کا بُعد ہے۔ اس سلسلہ میں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ زمان اور مکان سائنس کی نظر میں کیا ہیں۔ اور آیا یہ قیود ایسی ہیں کہ ان سے فرار ممکن ہے۔ ہمارے ان علوم جدیدہ میں ان کے مقابل لازمان اور لامکان کی اصطلاحیں بھی تو ہیں کیا ان کا کوئی وجود ہے؟ اگر ہے تو کہاں؟

ذہنی تطہیر کے لئے ان امور پر غور کرنا ضروری ہے۔ اور ان پر غور کرنے کے لئے یہ ذہن نشین کرلینا ضروری ہے کہ ہمارے حواس کا ادراک ہماری عقل و فہم کے ایک محدود دائرہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا ہم وہی کچھ جانتے اور سمجھتے ہیں جن کا ادراک ہمارے حواس کرتے ہیں۔ یا جہاں تک ہماری عقل و فہم جو بذات خود ایک محدود ماحول کی پیداوار ہے۔ ہماری رہنمائی کرتی ہے زمانہ حال کا نامور سائنسدان لنکن بارنٹ لکھتا ہے۔ کہ فضاؤں کے مشاہدے سے ایسے لاینحل عقدے سامنے آتے ہیں۔ جو انسان کو متنبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ ہرگز یہ خیال نہ کرے۔ جیسا کہ اس کی سرشت میں داخل ہے کہ ان ارضی طبیعاتی قوانین کا جو اس دنیا پر لاگو ہوتے ہیں۔ اطلاق زمان اور مکان پر بھی ہوسکتا ہے۔ اس بات کی شہادت اور واضح ثبوت موجود ہے کہ اس کے تمام پیمائشی اور حسابی ضابطے اس وقت ناکارہ ہوکر رہ جاتے ہیں۔ جب وہ ان کو فضائے بسیط پر چسپاں کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ بات قطعی مشکوک ہے کہ اس کا ریاضی کا علم اور طریقے جو اس کی محدود فہم کی پیداوار ہیں۔ اس کائنات کو جس میں ممکن ہے کہ "مکان" کی قطعی ہی نہ ہو سمجھنے میں کارآمد ثابت ہوسکیں۔ انسان جب خلاء کی وسعتوں میں نظر ڈالتا ہے۔ تو "لازمان" اور "لامکان" کے عقائد متشکل ہوکر اس کی آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں۔ اور یہ وہ مقام ہے جہاں تخیل اور سائنس دونو گھپ اندھیرے کے کنارے پر کھڑے ہوتے ہیں۔ جہاں انسان بے بس ہوکر فلاسفر شلر کے الفاظ میں پکار اٹھتا ہے کہ کائنات تو خدا کا ایک خیال ہے۔

(THE UNIVERSE IS A THOUGHT OF GOD)

یہاں پھر وہی سوال سامنے آتا ہے۔ کہ مکان لامکان۔ زمان اور لازمان سے آخر مراد کیا ہے

مکان و لامکان

مکان سے سائنس کی اصطلاح میں معلومہ کائنات مراد ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق ۵ ارب سال (بعض کے نزدیک ۱۱ ارب سال) کے قریب عرصہ گزرا جب یہ کائنات کسی ایک مرکز سے اس طرح منتشر ہوئی جس طرح کسی دھماکے سے پھٹنے والے بم کے اجزاء فضا میں پھیلتے ہیں۔ یہ مرکز کہاں ہے اور یہ دھماکہ کیوں ہوا۔ اس کا جواب فی الحال کسی کے پاس نہیں۔ البتہ مشاہدہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ اجزا اس وقت سے بدستور فضاء میں بڑھتے جارہے ہیں۔ ان کے رُخ اور رفتار اس بات کے شاہد ہیں کہ یہ اجزاء بم کے ٹکڑوں سے مشابہ نہیں۔ ان کا حجم اور وسعتیں اتنی بڑی ہیں کہ ان کا صحیح ادراک بھی انسانی فہم سے بالا ہے۔ بات طویل ہوتی جاتی ہے۔ لیکن مختصر سا اندازہ قائم کرنے کے لئے اس پر سرسری نظر ڈالنا ضروری ہے۔ ان اجزائے منتشرہ میں سے ایک جزو ہماری کہکشاں ہے۔ جو رات کو آسمان پر ایک طویل سڑک کی طرح نظر آتی ہے۔ یہ کہکشاں بہت وسیع وعریض ہے۔ اور اندازے کے مطابق اس میں کھربوں ستارے ہیں۔ جن میں سے بیشتر ہمارے سورج سے سینکڑوں گنا بڑے ہیں۔ اور اتنے روشن ہیں کہ ان کی روشنی کے سامنے ہمارے سورج کی مثال ایسی ہے۔ جیسی کہ ایک سرچ لائٹ کے سامنے جگنو کی۔ لیکن سورج کتنا بڑا ہے۔ اس کا اندازہ یوں ہوسکتا ہے۔ کہ ہماری زمین کا قطر 7900 میل ہے اور سورج میں ہماری زمین کے سائز کے تیرہ لاکھ بلاک سما سکتے ہیں۔ ہمارے نظام شمسی میں زمین کے علاوہ اور آٹھ سیارے بھی ہیں جو سورج کے گرد گردش کرتے ہیں۔ آخری سیارہ پلوٹو جس کو اس وقت نظام شمسی کی حد سمجھا جاتا ہے سورج سے 3 ارب سترہ کروڑ میل کے فاصلے پر ہے۔ اس نظام شمسی کو ایک وحدت سمجھنا چاہئے۔ اس میں ستارہ

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

اَلدِّینُ النَّصِیحَة

حضرت مولانا عبدالخالق مدظلہ مظفرگڑھ کے جید ترین عالم دین، باخدا بزرگ اور حضرت انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذۂ خصوصی میں سے ہیں انہوں نے یہ مضمون بغرض اشاعت ارسال فرمایا ہے جسے شکریہ کے ساتھ ہدیۂ قارئینِ خدام الدین کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

محترم صدرِ پاکستان کی خدمت میں اور گورنرانِ پاکستان اور وزراءِ پاکستان و ممبران صوبائی اسمبلی و مرکزی اسمبلی پاکستان کی خدمت میں گذارش ہے کہ چونکہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ یعنی دین نام ہے خیر خواہی کا، تو اس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے عرض کیا، لِمَنْ یعنی کس کی خیر خواہی کی جائے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِہِمْ ـــ (رواہ بخاری)ـــ یعنی اللہ کی خیر خواہی کی جائے اور اس کی کتاب کی اور اس کے رسولؐ کی اور مسلمانوں کے دنیوی رہنماؤں حکام کی۔ اور دینی رہنماؤں علماء دین کی اور عام مسلمانوں کی۔

تو

اس خیر خواہی کی بنا پر آپ تمام حضرات کی خدمت میں گذارش کی جاتی ہے کہ پاکستان میں اسلامی قوانین کو جاری کیا جائے۔ جو کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں۔ کیونکہ اسلامی قوانین کو جاری کرنے سے ایک تو ہمارا (پاکستان کے مسلمانوں کا) اس مذکورہ بالا حدیث پر عمل ہو جائے گا کہ ہم اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار بن کر اور اللہ تعالےٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت پر عمل پیرا ہو کر اللہ تعالیٰ اور اس کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر خواہ بن جائیں گے۔ اور اس سے ہمارے دینی اور دنیوی رہنماؤں کی اور عامہ مسلمین کی خیر خواہی بھی ہو جائے گی۔

کیونکہ اسلامی قوانین کے اجراء اور ان پر عمل کرنے اور کرانے سے ہمارے دینی اور دنیوی رہنماؤں اور عامۃ مسلمین کو ثواب دارین اور دنیا و آخرت کی برکتیں نصیب ہوں گی ـــ کیونکہ خداوند عالم جل شانہٗ کا وعدہ ہے وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۔ یعنی اگر زمین کے بسنے والے اللہ اور رسول کے فرمانوں پر صدق دل سے ایمان اور یقین رکھتے اور اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر اور نواہی پر عمل کرتے اور نافرمانی سے بچتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے ـــ تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار مومن بندوں پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ تو لہٰذا اگر ہم پاکستان میں اسلامی قوانین کو جاری کریں اور ان قوانین پر عمل کریں اور کرائیں تو ہمارے اوپر بھی آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھل جائیں گے

دوسرا جب ہم پاکستان میں اسلامی قوانین کو جاری کریں گے اور ان قوانین پر عمل کریں گے اور کرائیں گے تو ہم اَنْصَارُ اللہ بن جائیں گے ـــ جیسا کہ اس رب العالمین کا مسلمانوں سے مطالبہ ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا اَنْصَارَ اللہِ ۔ اے مومنو! اللہ تعالےٰ کے دین کے انصار یعنی مددگار بنو۔

اور جب ہم اللہ تعالےٰ کے دین کے انصار اور مددگار بن جائیں گے تو اللہ تعالےٰ بھی ہماری امداد فرمائیگا اور ہمارے مخالفوں پر ہمیں غالب کر دے گا جیسا کہ اسی آیت میں کُوْنُوْا اَنْصَارَ اللہِ کے آگے فرمایا ہے۔ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّيْنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰي عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۝

یعنی اے مومنین امتِ محمدیہ تمہارا انصار اللہ ہونا ایسا ہوگا جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو فرمایا تھا۔ میرے انصار مددگار کون بنتے ہیں۔ تو حواریوں نے کہا ہم ہیں آپ کے اور اللہ تعالےٰ کے دین کے انصار اور مددگار۔ تو بنی اسرائیل کا کا ایک طائفہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا۔ اور دوسرے طائفے یعنی یہود نے ان سے کفر کیا تو ہم نے مومنین انصار کو ان کے دشمنوں پر امداد دی اور وہ ان پر غالب ہو گئے۔ تو اس آیت شریفہ سے نبی کی امت کے مومنین انصار کو ان کے دشمنوں پر غلبہ دینے کا وعدہ الٰہی ثابت ہوتا ہے۔ اور اس کے علاوہ دوسری آیت کریمہ میں امتِ محمدیہ کے مومنین انصار کو ان کے دشمنوں پر امداد دینے کا صریح وعدۂ الٰہی موجود ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللہَ یَنْصُرْکُمْ ۔

ترجمہ: اے مومنین امتِ محمدیہؐ اگر تم اللہ تعالےٰ کے دین کے انصار اور مددگار بنو گے تو اللہ تعالیٰ بھی تمہاری امداد فرماتے گا۔

تو خلاصہ یہ ہے کہ جب ہم پاکستان میں اسلامی قوانین کو جاری کرکے انصار اللہ یعنی اللہ تعالےٰ کے دین کے مددگار بن جائیں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ہماری امداد فرمائے گا اور ہمارے مخالفوں پر ہم کو غالب کرے گا اور اس کی امداد کا یہ نتیجہ ہوگا کہ اگرچہ ہم تعداد میں اپنے مخالفوں سے کم ہوں گے اور آلاتِ حرب بھی ہمارے پاس مخالفوں کی نسبت تھوڑے ہوں گے

تب بھی وہ ہمیں منظفر اور منصور فرمائے گا۔ کیونکہ یہ بھی اس کا ارشاد ہے کہ :۔

کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً کَثِیْرَةً بِاِذْنِ اللّٰہِ۔

یعنی بہت سی تھوڑی جماعتیں جن کو خدا تعالےٰ غالب کرنا چاہے بڑی جماعتوں پر غالب آ جاتی ہیں جیسا کہ بنی اسرائیل کے مسلمان بادشاہ طالوت کے فوجیوں کو جن کی کل تعداد تین سو تیرہ تھی کافر بادشاہ جالوت کے ہزاروں کے لشکر پر غالب کر دیا تھا اور وہ کافر بادشاہ جالوت اس لڑائی میں مارا گیا تھا اور بصورت دیگر اگر ہم پاکستان میں اسلامی قوانین کو جاری نہ کریں۔ اور اسلامی قوانین پر عمل نہ کریں اور نہ ہی کرائیں تو ہم انصار اللہ یعنی اللہ تعالےٰ کے دین کے امدادی نہ کہلائیں گے اور جب ہم اس کے دین کے امدادی نہ ہوں گے تو وہ بھی ہماری امداد نہ فرمائے گا۔ اور ہم اس کی امداد سے محروم ہوں گے کیونکہ اس کی امداد مشروط ہے اسی شرط سے کہ ہم حتی الوسع اس کے دین کی امداد کریں جیسا کہ اس نے فرمایا :۔

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ (ترجمہ) اے مومنو! اگر تم اللہ تعالےٰ کے دین کی امداد کروگے تو وہ بھی تمہاری امداد فرمائے گا اور جب ہم اس کے دین کے امدادی نہ ہونے کی وجہ سے اس کی امداد سے محروم ہوں گے تو اور بھی کوئی ہماری امداد نہ کرے گا اور نہ کسی کی امداد سے ہم کامیاب ہو سکیں گے کیونکہ اس کا ارشاد ہے :۔

اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ بَعْدِہٖ۔

ترجمہ : اگر اللہ تعالےٰ تمہاری امداد فرمائے گا تو کوئی تم پر غالب ہو نہیں سکتا۔ اور اگر وہ تمہاری امداد کرنا چھوڑ دے تو اور کون ہے جو تمہاری امداد کرے۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ کے ارادے میں تمہارا منظفر اور منصور بنانا نہ ہوگا تو پہلے تو وہ مخلوق کے دلوں کو ہی تمہاری امداد سے پھیر لے گا اور اگر کوئی تمہاری امداد پر آمادہ ہوگا بھی تو اس کی امداد کارگر نہ ہوگی اور تم کامیاب نہ ہو سکوگے۔

تفصیل

جن قوانین شرعیہ کے اجراء کی ہم درخواست کر رہے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے کہ قتل عمد پر قصاص ہونا چاہیئے اور یہ قصاص مقتول کے وارثوں کا حق ہے۔ اگر وہ معاف کر دیں تو قصاص معاف ہو جائے گا۔ اور اگر مقتول کے وارث اور قاتل بجائے قصاص کے کسی مقدار مال پر صلح کر لیں تو قصاص ساقط ہو جائے گا اور وہی مال واجب ہوگا۔ قلیل ہو یا کثیر۔ اور اگر وہ معاف نہ کریں تو حاکم قصاص کو معاف نہیں کر سکتا۔ کیونکہ حق والے کو تو اختیار ہے کہ وہ اگر اپنا حق معاف کرے تو کر سکتا ہے یہ اس کا احسان ہوگا اور اس احسان سے اس کو کوئی نہیں روک سکتا اور اگر حق والا اپنا حق معاف نہ کرے تو دوسرے کسی کو اس کے حق معاف کرنے کا حق نہیں کیونکہ یہ دراصل عفو اور احسان نہیں بلکہ یہ اتلاف حق ہے جو کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا۔ جب خالقِ کائنات جو تمام کائنات کا حقیقی مالک ہے حقوق العباد کو معاف نہیں کرتا جب تک کہ وہ بندے جو حق والے ہیں خود معاف نہ کریں تو ایک مخلوق دوسری مخلوق کے حق کو کس طرح ساقط کر سکے گی اور قتل خطا میں کفارہ ہے اور خون بہا قرآن اور حدیث کا بھی حکم ہے۔ اور اسی پر اجماعِ امت ہے اور تفصیل اس کی کتب فقہ میں ہے۔

۲۔ زنا کی سزا شرعی جاری ہونی چاہیئے۔ اگر شادی شدہ انسان خواہ مرد ہو یا عورت زنا کرے تو اس کی سزا سنگساری ہے جیسا کہ قرآنِ کریم کی آیت اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَةُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا نَکَالًا مِّنَ اللّٰہِ سے ثابت ہے کیونکہ اس آیت کی اگرچہ تلاوت منسوخ ہے لیکن حکم اس کا باقی ہے جس کا بیّن ثبوت یہ ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب اس قسم کا کیس پیش ہؤا۔ تو آپؐ نے شرعی ثبوت کے بعد رجم (سنگساری) کا حکم صادر فرمایا۔ اور یہی حکم آج تک باقی ہے۔ اور قولی احادیث بھی اس پر دال ہیں۔ (باقی آئندہ)

اسلامی تحقیقاتی ادارہ راولپنڈی کا کوئی فتویٰ مسلمان قبول نہ کریں

(مولانا) سید گل بادشاہ (صاحب) امیر جمعیۃ علماء اسلام سرحد کا

شرعی اعلان

اہل سنت والجماعت مسلمان جن کا بنیاد قرآن وحدیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقہ اسلامی پر قائم ہے۔ اسلامی تحقیقاتی ادارہ راولپنڈی کا کوئی فتویٰ قطعًا قبول نہ کریں شرعی مسائل میں ملک کے نامور مشہور مستند معروف علماء سے رجوع کریں۔ اسلامی تحقیقاتی ادارہ کا پروگرام انکار حدیث انکار فتنہ اسلامی رسلف صالحین پر بے اعتمادی ہے ادارہ کا رسالہ غور و فکر اس پروگرام کا ترجمان ہے۔

مرسل محمد یعقوب القاسمی ناظم دفتر سید گل بادشاہ غفرلہ

چیف ایڈیٹر نوائے گوجرانوالہ کو صدمہ

ہفت روزہ "نوائے گوجرانوالہ" شہر گوجرانوالہ کے چیف ایڈیٹر اور انجمن صحافیاں ضلع گوجرانوالہ کے صدر مولانا حافظ سید جمیل الحسن مظلوم کی صاحبزادی ۵ر اکتوبر کو اچانک بیمار ہو کر فوت ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس اور حضرت شاہ صاحب اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے آمین

قاری محمد شریف قصوری جنرل سیکرٹری مرکزی جمعیت اتحاد القرآء پاکستان راولپنڈی

سالانہ جلسہ

مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ رجسٹرڈ ملتان کا تیرھواں سالانہ جلسہ زیر سرپرستی حضرت مولانا غلام قادر صاحب خلیفہ مجاز حضرت مولانا احمد علیؒ بتاریخ ۲۰ر۲۱ر۲۲ر اکتوبر ۱۹۶۷ء بروز جمعہ ہفتہ اتوار بمقام باغ لانگے خان بیرون بوہڑ گیٹ منعقد ہو رہا ہے جس میں حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، حضرت مولانا عبدالہادی دین پوری، حضرت مولانا عبیداللہ انور جانشین شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، حضرت مولانا دوست محمد قریشی، حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری، حضرت مولانا محمد علی جالندھری، حضرت مولانا ڈاکٹر مناظر حسین نظر اور دیگر علمائے کرام، مشائخ عظام، قراء و شعراء حضرات تشریف لا رہے ہیں۔

عبدالرؤف ناظم مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ، ملتان

ضروری اطلاع

جو صاحب خدام الدین کی فائلیں خریدنا چاہیں وہ دفتر خدام الدین کو لکھیں۔ (مینیجر)

اسلامی مشن پاکستان بہاولپور کی سالانہ تبلیغی کانفرنس

۱۱، ۱۲، ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۷ء بروز بدھ۔ جمعرات اور جمعہ اسلامی مشن پاکستان بہاول پور کے دار العلوم گراونڈ میں عظیم الشان تبلیغی جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں مشاہیر علماء کرام اور مشائخ عظام شرکت فرما رہے ہیں۔ جن کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی کراچی۔ ۲۔ حضرت مولانا شمس الحق صاحب بہاول پور ۳۔ شیخ طریقت حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین کندیاں شریف ۴۔ حضرت الشیخ ماہر اسرار شریعت حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلوی شجاع آباد ۵۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری۔ ملتان ۶۔ حضرت مولانا دوست محمد صاحب قریشی مظفر گڑھ ۷۔ حضرت مولانا ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظ ایڈیٹر خدام الدین لاہور ۸۔ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری ۹۔ حضرت مولانا ضیاء القاسمی صاحب لائل پور ۱۰۔ حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب جامی گوجرانوالہ۔ ۱۱۔ حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب ملتان ۱۲ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب بھٹی۔ میانوالی ۱۰۔ ۱۔ حضرت مولانا فاضل حبیب اللہ صاحب جالندھری ساہی وال ۱۴ اشاعر اسلام سید امین گیلانی۔ وصوفی محمد بخش صاحب چشتی اور قاری عبدالقادر صاحب ۱۵۔ حضرت مولانا محمد موسیٰ خاں صاحب ڈیرہ اسماعیل خاں۔ (مولانا) عبدالقادر صاحب آزاد

سیرت النبی کانفرنس

زیر اہتمام جمعیتہ العلماء اسلام حلقہ دھرمپورہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۷ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء پرانا دھرمپورہ۔ میورو ڈ لاہور زیر صدارت جانشین شیخ التفسیر منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی صاحبزادہ عبدالرحمان صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور۔ مولانا قاری عبدالحی صاحب عابد لاہور۔ مولانا محمد اسحاق صاحب باغبانپورہ لاہور۔ مولانا مفتی عبدالحمید صاحب دھرمپورہ لاہور قاری نور محمد صاحب گلبرگ لاہور اور الحاج سید امین گیلانی شرکت فرمائیں گے (محمد ابراہیم دھرمپورہ لاہور)

اپیل

اہل سنت والجماعت سارو کی باقاعدہ رجسٹر شدہ ہے اور حضرت لاہوریؒ کے نام نامی سے موسوم ہے جن کا سنگ بنیاد ۱۵ مارچ ۱۹۶۵ء میں حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انورؔ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھا یہ مدرسہ انہی کی سرپرستی میں قرآن پاک حفظ، ناظرہ کی خدمت کر رہا ہے۔ یہاں کے بیشتر لوگ شرک و بدعت میں مبتلا ہیں۔ دن رات مدرسہ کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں۔ قصبہ کے لوگ کوئی تعاون نہیں کر رہے ہیں لہذا مخیر حضرات سے اپیل کی جاتی ہے کہ مدرسہ ہذا کی امداد فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ خط و کتابت ۔ ناظم مدرسہ قاسم العلوم رجسٹرڈ سارو کی تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ سے کریں۔

بقیہ: طلباء کا صفحہ

مولانا شبیر محمد، سرگودھوی

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ایسے حال میں تشریف لائے کہ ایک طرف صدیقؓ تھے ایک طرف فاروقؓ۔ آپ نے ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے رکھے تھے اور ارشاد فرما رہے تھے۔ ھٰکذا نبعث یوم القیامۃ ہم قیامت میں بھی اسی طرح اٹھیں گے یعنی میری ایک جانب ابوبکرؓ ہوں گے اور دوسری جانب فاروق اعظم ہونگے رضی اللہ عنہم۔

مولوی عبدالرشید، کشمیری

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک پر گرے۔ آنسوؤں کا گرنا تھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جاگ اٹھے۔ بے چینی کا سبب دریافت فرمایا تو عرض کیا۔ سانپ نے میرے کاٹ لیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب مبارک لگایا تو درد فوراً جاتا رہا۔ اس کے بعد سید المرسلینؐ اور سرخیل راشدینؓ غار سے نکل کر مدینہ روانہ ہوئے۔ چند دنوں میں یہ کٹھن مسافت طے کر کے دونوں یار مدینے پہنچے۔ اور وہاں تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دینے لگے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام صحابہ سے زیادہ اعتماد حضرت ابوبکرؓ پر تھا انہیں اپنا سچا رفیق اور خادم سمجھتے تھے۔ ان سے کوئی بات نہ چھپاتے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ صدیقؓ سے زیادہ وفادار و جاں نثار کوئی نہیں۔ انہوں نے جو رات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار ثور میں گذاری تھی۔ حضرت عمرؓ ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ "میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے تمام اعمال ابوبکرؓ کے ایک رات اور ایک دن کے اعمال کے برابر ہو جائیں"۔ رات سے وہی غار ثور والی رات مراد ہے۔ والسلام۔

ایڈیٹر خدام الدین کو صدمہ

قارئین خدام الدین اس خبر سے انتہائی صدمہ محسوس کریں گے کہ جناب ڈاکٹر مناظر حسین ایڈیٹر خدام الدین کی بھاوج جو رشتہ میں ان کی خواہر نسبتی بھی ہوتی تھی طویل علالت کے بعد مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۶۷ء کو عالم فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت کر گئی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ نہایت نیک و پارسا اور عابدہ و زاہدہ خاتون تھیں اسلامی تہذیب و اخلاق کا صحیح نمونہ، بچوں پر بے حد شفیق اور شوہر کی پوری طرح غمگسار و خدمت گزار تھی۔ مرحومہ نے تین لڑکیاں اور ایک لڑکا اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ جو سب صغیر السن ہیں۔ جناب ڈاکٹر صاحب کئی دن سے مرحومہ کی تیمارداری اور ہسپتال میں دیکھ بھال میں مصروف تھے۔ ہر ممکن کوشش کی گئی۔ کہ مرحومہ صحت یاب ہو جائے۔ مگر جب وقت قریب آگیا ہو۔ تو علاج معالجہ کے تمام حیلے اور وسیلے بے اثر ہو جاتے ہیں۔ آہ۔

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

دنیا میں جو بھی آیا ہے۔ ایک نہ ایک دن موت کا مزہ چکھے گا۔ ادارہ خدام الدین اس صدمہ جانکاہ میں ڈاکٹر صاحب سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے (امین) قارئین خدام الدین سے درخواست ہے کہ مرحومہ کے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں (ادارہ)

ضروری اعلان

بعض احباب کے استفسار کے جواب میں گذارش ہے کہ مبینہ عبدالغنی صاحب جنہوں نے گذشتہ دنوں کوئی وظائف کا اشتہار چھپوا کر ان کو بھیجا ہے اور منگوانے کا پتہ مولوی عبدالغنی خادم مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور مشتہر کیا ہے۔ سو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ یہ عبدالغنی صاحب نہ تو کبھی پہلے خادم مقرر کئے گئے تھے نہ اب شیرانوالہ مسجد کے خادم ہیں۔ بلکہ انجمن خدام الدین اور امیر انجمنؒ اور امیر موصوف کے اعزہ و متعلقین سے کبھی بھی کوئی خصوصی تعلق نہیں رہا نہ اب ہے۔

لہذا تمام اصحاب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مطبوعات انجمن خدام الدین اور اشتہار وظائف مسنونہ کے سلسلہ میں صرف ناظم انجمن ہی سے جملہ خط و کتابت کی جائے۔

بقیہ ... سے آگے

...رماتے ہیں۔ کہ میں نے
...ی اللہ تعالیٰ عنہا سے
... رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ
... اپنے گھر میں کیا کرتے تھے۔
... فرمایا اپنے گھر کے کام کاج میں
... رہتے تھے اور جب نماز کا وقت
ہو جاتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے
تھے۔ ایک مرتبہ اس کو تفصیل سے حضرت
عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یوں بیان
فرمایا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی
جوتی کی خود مرمت کر لیا کرتے تھے اور
اپنا کپڑا خود سی لیتے تھے اور اپنے گھر
میں اس طرح خانگی کام کاج میں مشغول رہتے
تھے جیسے تم لوگ اپنے گھروں میں کام کاج
کرتے ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
نے یہ بھی فرمایا کہ آں حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اس طرح سادگی اور تواضع کے
ساتھ زندگی گزارتے تھے کہ دیکھنے میں
یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپؐ انسانوں میں
سے ایک انسان ہیں اپنے کپڑے میں
خود جوں دیکھ لیتے تھے۔ اور اپنی بکری
کا دودھ خود دوہ لیتے تھے اور اپنی
خدمت خود کر لیا کرتے تھے۔ (باقی آئندہ)

بقیہ صفحہ ۱۴ سے آگے

محض سورج ہے۔ باقی سب طفیلی سیارے ہیں
جو اس کے گرد گردش کرتے ہیں۔ لیکن بایں ہمہ
وسعت یہ نظام شمسی کہکشاں کا ایک ایسا
حقیر حصہ ہے۔ جس کو صحرا میں ریت کے
ذرے سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ ہمارا سورج
کہکشاں کے ستاروں میں چھٹی قدر کا ستارہ
ہے۔ ہم تمام کہکشاں کو دیکھ نہیں پاتے
ہیں۔ کیونکہ ہم اس ہی کے ایک حصہ میں
ہیں کہکشاں کی وسعتوں کا اندازہ ہمارے
مروجہ و معمولی پیمانوں سے ممکن نہیں۔ اس کے
لئے فضائی پیمانہ درکار ہے۔ روشنی کی رفتار
ایک لاکھ چھیاسی ہزار دو سو بیاسی (1,86,282) میل فی
سیکنڈ ہے۔ اس رفتار سے شب و روز
چلتی ہوئی روشنی جو فاصلہ ایک سال
میں طے کرتی ہے اس کو لائٹ ایر۔ نوری
سال یا سال نور کہتے ہیں۔ اس کو فضائی
فاصلوں کا میل سمجھنا چاہئیے۔ اور ہمارے
پیمانوں سے اس کی لمبائی تقریباً ساٹھ کھرب
ہوتی ہے۔ اس پیمانے سے اگر کہکشاں
کے قطر کا اندازہ لگایا جائے۔ تو تقریباً
ایک لاکھ نوری سال آتا ہے یعنی روشنی
کو اس کے ایک سرے سے دوسرے سرے
تک سفر کرنے میں باوجود اس سرعت
سیر کے ایک لاکھ سال لگتے ہیں ہمارا
نظام شمسی کہکشاں کے مرکز سے تقریباً
30 ہزار نوری سال کے فاصلے پر ہے۔

(باقی آئندہ)

مولانا عبدالشکور دین پوری کو حادثہ

مورخہ ۳ راکتوبر ۱۹۶۷ء بروز منگل مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری وزیر آباد سے ملکوال جانے کے لئے بس پر سوار ہونے لگے تو اچانک گر پڑے جس سے ان کا بایاں بازو کندھے سے نکل گیا ہے اور کندھے پر شدید ضرب بھی آئی ہے آج کل جھنگ صدر میں زیر علاج ہیں۔ تمام احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو جلد از جلد صحتیاب فرمائے۔ مولانا موصوف نے جہاں جہاں تاریخیں دی ہوئی ہیں وہ اب منسوخ تصور کی جائیں۔ المرسل: محمد ضیاء القاسمی

سالانہ جلسہ

مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ رجسٹرڈ عقب کچہری ملتان کا تیرھواں سالانہ تبلیغی جلسہ ۱۵، ۱۶، ۱۷ رجب المرجب مطابق ۲۰، ۲۱، ۲۲ راکتوبر ۶۷ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار باغ لانگے خاں بیرون بوہڑ گیٹ ملتان میں بفضلہ تعالیٰ منعقد ہو رہا ہے جس میں جمعیۃ علماء اسلام، تنظیم اہل سنت، تحفظ ختم نبوت کے چوٹی کے راہنما شرکت فرما رہے ہیں۔ شرکت کیلئے پُر زور درخواست ہے
(غلام قادر مہتمم مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ رجسٹرڈ)

جلسہ تقسیم اسناد

دارالعلوم انجمن تعلیم القرآن رجسٹرڈ کوہاٹ شہر کا جلسہ تقسیم اسناد و دستار بندی ۲۱، ۲۲ راکتوبر کو کمپنی باغ میں منعقد ہو رہا ہے جس میں حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی، حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی، حضرت مولانا احمد علی جان چارسدہ و دیگر علمائے کرام و مشائخ عظام شرکت فرما رہے ہیں۔

بچوں کا صفحہ

اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

محمد سلیم ضیا لاہور

(۴)

ایک دفعہ سفر کے دوران آنحضرتؐ ایک درخت کے نیچے تنہا سو رہے تھے۔ آپؐ کی تلوار درخت میں لٹک رہی تھی۔ ایک کافر آیا۔ اُس نے آپ کی تلوار کو تھام کر آپ کو جگایا اور بولا۔ اب کون آپؐ کو مجھ سے بچائے گا۔

آپؐ نے فرمایا۔ "اللہ"۔ یہ سُن کر کافر پر اس قدر خوف طاری ہوا۔ کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔

حضورؐ نے تلوار اُٹھالی کافر اب آپؐ کے رحم و کرم پر تھا۔ آپؐ نے اُسے معاف کر دیا۔

۱۹۔ عیادت و تعزیت حضورؐ بیماروں کو دیکھنے کا خاص خیال رکھتے تھے۔ ہر بیمار کو تسلی دیتے اور اس کی دلداری فرماتے۔ اس میں دوست دشمن یا مسلم و غیر مسلم کی تمیز نہ تھی۔ ایک شخص بیمار ہوا۔ آپ کئی مرتبہ اُسے دیکھنے گئے وہ فوت ہوگیا۔ رات کا وقت تھا۔ لوگوں نے آپؐ کو خبر نہ دی کہ تکلیف ہوگی۔ اور اُسے دفن کر دیا۔ صبح کے وقت آپؐ اطلاع ملی تو اس کی قبر پر جا کر نماز جنازہ پڑھی۔

۲۰۔ عدل و انصاف قرآن مجید انصاف کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ اور کہتا ہے "کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو۔ عدل کرو۔ یہی بات زیادہ نزدیک ہے۔ تقویٰ سے (سورہ مائدہ) یعنی دوست تو ہے۔ دشمن سے بھی نا انصافی نہ کرو۔

ایک یہودی اور ایک مسلمان کا کسی بات پر جھگڑا ہوگیا۔ وہ حضورؐ کی خدمت میں گئے۔ حضورؐ نے دونوں کا بیان سُن کر فیصلہ یہودی کے حق میں دیا کیونکہ وہ سچا تھا۔ مسلمان مطمئن نہ ہوا۔ حضرت عمرؓ نے جب اس مسلمان کا حال سنا۔ تو اُسی وقت تلوار لے آئے اور اُس کا سر قلم کر دیا۔

پھر فرمایا "جسے حضرت نبی کریمؐ کا فیصلہ منظور نہیں اس کا فیصلہ یہی ہے"

صاف ظاہر ہے کہ حضور صلعم دشمن سے بھی نا انصافی نہ کرتے تھے۔ ہمیں بھی سب کے ساتھ انصاف کرنا چاہئے ضد کرنا اور بے فائدہ جھگڑے مول لینا مسلمان کا کام نہیں۔

آنحضرتؐ انصاف کے معاملے میں اپنے پرائے اور امیر و غریب میں کوئی فرق نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ قریش کی ایک عورت چوری کے الزام میں گرفتار ہوئی حضورؐ نے اس عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے سوچ بچار کے بعد فیصلہ کیا۔ کہ آپ کے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ کے صاحبزادے حضرت اُسامہ کو سفارش کے لئے بھیجا جائے۔ آپؐ حضرت اُسامہؓ کو بہت چاہتے تھے۔ لوگوں کا خیال تھا۔ کہ آپؐ اُن کی سفارش مان لیں گے۔ لیکن جب حضرت اُسامہؓ نے درخواست پیش کی۔ تو آپؐ ناراض ہوئے۔ اس کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ (تمام صحابہؓ بھی موجود تھے) کہ تم سے پہلے تمام قومیں اسی لئے تباہ ہوئیں۔ کہ جب اُن کا کوئی بڑا جرم کرتا۔ تو اُسے معاف کر دیتیں۔ لیکن کوئی چھوٹا آدمی پکڑا جاتا تو اُسے سزا دیتی تھیں۔ اللہ کی قسم اگر میری بیٹی بھی یہ جُرم کرتی تو اس کا ہاتھ بھی کٹوا دیا جاتا۔

۲۱۔ زہد و قناعت رسول اکرمؐ اس گھرانے میں پیدا ہوئے۔ جو عرب میں ممتاز جانا تھا۔ جب سے آپؐ نے کاروبار سنبھالا۔ خاصے خوشحال تھے۔ اور حضرت خدیجہؓ کے ساتھ نکاح کے بعد تو ضروریات سے بالکل بے نیاز ہو گئے تھے۔ لیکن اس دور میں بھی آپؐ زہد و قناعت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ خود کم [illegible] میں گزارا کرتے جو کچھ آتا۔ مسکینوں [illegible] میں بانٹ دیتے تھے۔

اپنی ضرورت سے زیادہ دوسروں کا رکھتے۔ عیش و عشرت کی زندگی سے نفرت تھی

۲۲۔ متانت حضرت رسول اکرمؐ کے مزاج مبارک پر متانت کا رنگ شروع سے غالب تھا۔ آپ طبعًا خوش خلق، خوش سلیقہ اور خلق عظیم کے مالک تھے۔ حضرت عبدالمطلب کے مسند پر کسی بچے کو بیٹھنے کی اجازت نہ تھی۔ لیکن وہ آپؐ کو آپؐ کی سنجیدگی اور متانت کے پیش نظر اپنے برابر بٹھاتے تھے۔ اور اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرتے تھے۔

حضرت رسالت مآبؐ کی زندگی کے ہر شعبے میں متانت اور سنجیدگی سے نظر آتی تھی

حضرت رسول کریم زیادہ بلند آواز سے نہیں بولتے تھے۔ ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے تھے۔ اگر کوئی آدمی چیخ کر بولتا۔ تو اُسے دھیمی آواز سے بولنے کی ہدایت فرماتے۔

خوشی کی کوئی بات ہوتی۔ تو حضورؐ کے چہرہ مبارک پر تبسم کی ایک لہر پھیل جاتی آپؐ قہقہہ لگانا پسند نہیں فرماتے تھے

آپؐ کی رفتار میں انتہا کا وقار ہوتا تھا۔ سرِ راہ یا بازار میں کھانا آپؐ کو بہت ناپسند تھا۔

حضورؐ کی مجلس پر سکون کی فضا طاری رہتی تھی۔ آپؐ کی مجلس میں کسی کو یہ جرأت نہ ہوتی تھی۔ کہ بے تحاشا ہنسے یا بلند آواز سے بولے۔ جب آپ کلام کرتے تو صحابہؓ اپنی آواز کو دھیما کر لیتے تھے حیا متانت کی روح ہے۔ آپ نہایت حیادار تھے۔ نگاہوں میں ہر وقت حیا کی جھلک رہتی تھی۔

۲۳۔ انسانی برادری رسول پاکؐ نے انسانی برادری کے رشتے مضبوط کر دیئے تھے اسلام پہلا مذہب ہے جس نے اعلان کیا۔ کہ کسی قوم کی دشمنی تم کو عدل و انصاف کی راہ سے نہ ہٹا دے

حضورؐ کا ارشاد ہے۔ ایک دوسرے پر کینہ نہ رکھو۔ حسد نہ کرو۔ آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ ایک مرتبہ فرمایا۔ تم میں سے کوئی اس وقت تک پورا مومن نہیں بن سکتا جب تک وہ اور لوگوں کے لئے (نہ کہ صرف مسلمانوں کے لئے) وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اور جب تک وہ ۴ آدمی کو صرف خدا کے لئے پیار نہ کرے۔ (باقی آئندہ)

۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۶۷ء

رجسٹرڈ ایل ۔ نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۸۱ مورخہ ۲ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۶۷۹-۲-۹ DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

قرآن عزیز

مع تجزیہ جدیدہ

دیدہ زیب — رنگین

عکسی طباعت سے مزیّن

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ھدیہ

مجلد قسم اوّل	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
	۱۲/- روپے	۹/- روپے

محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔

فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔

وی۔پی نہ بھیجا جائے گا۔

تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

المعلن ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

شرح اسماء اللہ الحسنیٰ

مرتبہ حضرت مولانا محمد احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور

اس مختصر سے رسالہ میں ذات باری تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہر ایک اسم کی تشریح و وضاحت نہایت ہی عمدہ اور عام فہم پیرایہ میں کی گئی ہے! اور بتلایا گیا ہے کہ اگر انسان ان اسماء کا مظہر بننا چاہے تو اپنے آپ کو ان کی خصوصیات سے کس طرح متخلق بنائے اور حق سبحانہٗ تعالیٰ کی ہر صفت کے سامنے کس طرح حق عبودیت ادا کرے؟

زیر مضمون کو عام فہم بنانے کیلئے عند الضرورت حجۃ الاسلام امام غزالی رح اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح کی تصریحات بھی درج ہیں۔

اس رسالہ کے اخیر میں ہندوستان کے مقتدر علمائے کرام کی تصدیقی آراء بھی موجود ہیں۔ رسالہ کا حجم سرکاری درسی کتب کے ۵۰ صفحات جتنا ہے کتابت عمدہ۔

ہدیہ ۴۰ پیسے محصولڈاک ۱۵ پیسے

المعلن ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

خدام الدین میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

ملفوظاتِ طیّبات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ محمد عثمان غنی ایم۔اے

ہدیہ رعائتی ۲/۲۵ روپے محصولڈاک ایک روپیہ کل ۳/۲۵ روپے

بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنے پر ارسال خدمت ہوگی

ملنے کا پتہ

دفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا